عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوّۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۲ • شمارہ نمبر ۴۴

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

ظالم کون ہے؟

دُنیا نہیں

محمد رسول اللہ ﷺ چاہئیں

زندگی وہی زندگی ہے جو محمد ﷺ کے نقشِ قدم اپنے خونِ دل و جگر سے اُجاگر کرتی ہوئی چلے، چلتی رہے اور اسی حالت میں موت آجائے۔

زمین و آسمان کی بہترین عورتوں میں ایک

اُم المومنین حضرت

خدیجۃ الکبریٰ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

علاماتِ قیامت

روز بروز بڑھتی ہوئی بدکاریاں قربِ قیامت کی علامات ہیں

جب تک روئے زمین پر صالحین لوگ زندہ ہیں قیامت اسوقت تک قائم نہ ہوگی۔

مسیلمہ پنجاب مرزائے قادیانی کے کفریہ اقوال

توحید و صفات باری تعالیٰ میں ہمسری

حضرات انبیاء کرام کی و اہلبیت عظام کی شان میں گستاخیاں

دعوائے نبوت — مسئلہ جہاد کا بطلان — انگریز آقاؤں کی بیعت

قادیانیوں کا سیاسی پس منظر، ان کا وجود پاکستان کیلئے خطرۂ عظیم ہے۔

قادیانیت الشیطان کا سفر

مسئلہ کفارہ

اور اسکی

حقیقت

عیسائی حضرات کیلئے

تردیدِ عیسائیت کے موضوع پر مدلل تحریر

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

O'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

کراچی

انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲ ● شمارہ نمبر ۴۴ ● بتاریخ ۳ ذیقعدہ تا ۹ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ ● بمطابق ۱۵ اپریل تا ۲۱ اپریل ۱۹۹۴

اس شمارے میں

۱۔ شہہ رگ سے تو قریب ہے (حمد) ـــــــ ۴
۲۔ ارباب اقتدار (اداریہ) ـــــــ ۵
۳۔ دنیا نہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہئیں ـــــــ ۶
۴۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ـــــــ ۸
۵۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ ـــــــ ۹
۶۔ تورات وانجیل کے حوالہ جات ـــــــ ۱۱
۷۔ علامات قیامت ـــــــ ۱۳
۸۔ ظالم کون؟ ـــــــ ۱۴
۹۔ مسئلہ کفارہ اور اس کی حقیقت ـــــــ ۱۸
۱۰۔ قادیانیت الشیطان کا سفر ـــــــ ۲۰
۱۱۔ حجیت حدیث (تیسری قسط) ـــــــ ۲۲
۱۲۔ مرزائیت سے نفرت کے اسباب (دوسری قسط) ـــــــ ۲۳
۱۳۔ مسیلمہ پنجاب مرزائے قادیان کے کفریہ عقائد ـــــــ ۲۴

سرپرست
مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

خزانچی
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۱۴۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک/ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۷۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

ناشر: عبدالرحمن باوا ● طابع: سید شاہد حسن ● مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ● مقام اشاعت: ۱۳۲ اردو بازار کراچی

شہ رگ سے تو قریب ہے، وہم و گماں سے دور

از۔ سید محبوب الحسن نقوی

میں اور میرا سر ہو تیرے آستاں سے دور
تو لا مکاں میں رہے یا لامکاں سے دور
سجدے میں سر ہو اور تیرے آستاں سے دور
لعنت خدا کی ہو کہیں دوش جہاں سے دور
جو خود کو دور کھینچتے ہیں جائیں گے وہ کہاں
تیری زمیں سے دور تیرے آسماں سے دور
توفیق تیری راہبر خضر راہ ہو!!
منزل کڑی ہے اور ہوں میں کارواں سے دور
چھٹنا ترا محال ہے ملنا ترا محال!!
شہ رگ سے تو قریب ہے وہم و گماں سے دور
کس کو خبر ہے تیرے عست الست کی
رہتا اسی جہان میں ہے پر اس جہاں سے دور
فرعون ہو کوئی کہ وہ نمرود ہو کوئی
قبضہ میں تیرے سب ہیں تو ہے این و آں سے دور
کہنے کو کس نے کیا نہ کہا تیرے وصف میں
لیکن حقیقت ہے تری اس داستاں سے دور
جس دن جحیم دم بھرے ھل من مزید کا
ہم بے اماں نہ ہوں کہیں تیری اماں سے دور
الطاف تیرے یہ گناہ قصہ مختصر
یہ بھی بیاں سے دور ہے وہ بھی بیاں سے دور
لے دے کہ ایک فضل پہ تیرے نگاہ ہے
محبوب خستہ دل نہ ہو اس آستاں سے دور

ارباب اقتدار : قادیانیوں کو آئین و قانون کا پابند کیا جائے

آج کل لاقانونیت کا دور دورہ ہے۔ پورے ملک میں امن و امان کے حالات بڑی تیزی سے خراب ہو رہے ہیں۔ معمول کی معاشرتی زندگی تہ و بالا ہو کر رہ گئی ہے۔ لوگ خوفزدہ اور سہمے ہوئے ہیں۔ ہر محکمہ اور ہر فرد جوڑ توڑ اور لوٹ کھسوٹ کے چکر میں لگا ہوا ہے۔ پورا ملک مہنگائی' بے حیائی اور اخلاقی برائیوں کی دلدل میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے دل خون کے آنسو روتا ہے۔

یہ دنیا کے اتار چڑھاؤ' لوٹ کھسوٹ' رشوت خوری اور اقربا پروری بھی ناقابل برداشت ہے لیکن اس سے بڑھ کر ہمارے لئے دکھ اور افسوس کا پہلو یہ ہے کہ جس پاکستان کو ہزاروں جانوں کی قربانی دے کر محض اس مقصد اور اس نظریے کے تحت حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں مسلمان اپنے اسلامی عقیدے اور اسلامی نظریے کے تحت زندگی بسر کریں گے اور یہاں تمام سماجی' سیاسی' عدالتی اور اقتصادی اداروں میں اسلام کی بالادستی قائم ہوگی اور ہر لحاظ سے پاکستان ایک اسلامی ریاست ہوگی۔ لیکن آج اس اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ان قانونی پہلوؤں کا مذاق اڑایا جاتا ہے' جن کا تعلق اسلام کی اساس سے ہے۔

آخر وہ کون سی وجوہات ہیں' جن کی بناء پر پاکستان کے آئین و قانون کو اتنا لچکدار سمجھ لیا گیا ہے کہ جس کا دل چاہے مانے اور جس کا دل چاہے نہ مانے۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے۔ قرآن و حدیث سے ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ امت مسلمہ کا عقیدہ ہے اور ۱۹۷۴ء میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین و قانون کے مطابق عقیدۂ ختم نبوت پر یقین نہ رکھنے والوں کو کافر قرار دیا گیا ہے اور اس کا ہدف قادیانی تھے لیکن قادیانیوں نے آج تک اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اس فیصلے کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ اگرچہ قادیانیت کوئی بڑی قوت نہیں ہے لیکن ان کے ڈانڈے برطانیہ اور امریکہ سے ملتے ہیں۔ جو ان کے بانی و مربی ہیں اور جن کے یہ خود کاشتہ پودے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلامی ممالک کے زیر دم ان کے اشارہ کے منتظر ہوتے ہیں۔ جیسے ہی ڈوری پیچھے سے ہلتی ہے' ویسے ہی اس کو فوراً عملی جامہ پہنایا جاتا ہے۔

قادیانی برملا اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں' کھلے عام تبلیغ کرتے ہیں' آیات قرآنی و کلمہ طیبہ کا استعمال کرتے ہیں اور ڈش انٹینا کے ذریعے سادہ لوگوں کو گمراہ کرنے کی بھیانک سازش کرتے ہیں۔ اپنی عبادت گاہوں پر مینار و محراب بنا کر مسلمانوں کی عبادت گاہوں سے مشابہت دے کر لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور ان تمام ریشہ دوانیوں کے باوجود پوری دنیا میں مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر اپنی بھیانک سازشوں کا جال بن رہے ہیں۔ ارباب اقتدار کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے فرائض منصبی کو احسن طریقے سے انجام دیں اور قادیانیوں کو پاکستان کے آئین و قانون کا پابند کیا جائے کیونکہ کسی بھی ملک کی بقاء کے لئے ضروری ہے کہ اس ملک کے آئین و قانون کی پاسداری کی جائے اور نہ ماننے کی صورت میں غداری کا مقدمہ قائم کیا جائے کیونکہ آئین پاکستان کو نہ ماننا پاکستان کو نہ ماننے کے مترادف ہے۔ بصورت دیگر ان کی بے جا حمایت کرنا اور غیر قانونی حرکات کے لئے کھلی چھٹی دینا پاکستان اور اس کی بقا کے لئے نہایت مضر ہے۔

دنیا نہیں
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہئیں

مولانا شمس نوید عثمانی مرحوم

حجاز کا ایک پایہ تخت مکہ اسلامی اقتدار کے آگے جھک چکا تھا۔ سچائی اور طاقت کو قدم ملاتے ہوئے دیکھ کر وہ لوگ بھی ایمان لا رہے تھے جو کبھی تنہا سچائی کو اس کے سادہ لباس میں نہ پہچان سکے تھے سچائی جو کبھی ایک انسان کی آواز تھی اب ہزاروں کی شاندار گرج میں تبدیل ہو چکی تھی جس آواز سے پورا ماحول گونج اٹھا تھا اب اس کی چوٹ تنگ و تاریک سینوں اور زنگ خوردہ دلوں تک جا پہنچی تھی۔ لیکن ابھی تک مکے کے چند ہمسایہ علاقوں پر وہی اندھیارا چھایا ہوا تھا۔ وہاں وہی طاقت کا جنون اور انتقام کا بھوت سوار تھا وہ سچ اور جھوٹ کا فیصلہ دلوں کی بجائے تلواروں سے کرنا چاہتے تھے۔ وہاں کا انسان اب تک یہ بدترین احمقانہ خواب دیکھ رہا تھا کہ مسلح آدمی خدا سے لڑ سکتا ہے۔

اس آخری بغاوت کی کوشش میں ہوازن اور ثقیف قبائل آگے آگے تھے۔ ان لوگوں نے مکہ کا سقوط دیکھ کر جلدی جلدی آس پاس کے قبیلوں میں نفرت و انتقام کی آگ بھڑکانی شروع کی۔ ترکش پر ترکش بھرے گئے۔ تلواروں پر تلواریں سونتی گئیں' اور حنین کے میدان کارزار میں شیطان کی آخری طاقت نے اللہ کی فوج کو للکارا۔

اگرچہ اسلامی صفوں میں بارہ ہزار نفوس تھے لیکن ان میں ایک بہت بڑی تعداد مکے کے ان نئے مسلمانوں کی تھی جنہوں نے سچائی کو بے سرو سامانیوں کے زمانے میں نفرت سے ٹھکرایا اور عروج و سطوت کے دور میں سینے سے لگایا تھا کہا نہیں جا سکتا تھا کہ وہ اس وقت کہاں تک جم سکیں گے جب موت کا بھیانک خطرہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ سوال کرے گا کہ "کیا تم مسلمان ہو؟"۔

ادھر ہوازن قبیلہ کا تیر اندازی کی ہولناک مشق میں یگانہ روزگار تیر اندازی کا یہ کمال اپنے آخری جوہر دکھانے کے لئے نکلا تو ایک ساتھ ہزاروں کمانیں دوہری ہو گئیں زہریلے تیر نکلے تیر ایک زبردست باڑھ کی شکل میں پوری فضا میں سنسنا گئے تیروں کی اندھا دھند بوچھاڑ میں پہلے ہی قدم پر ایسی بدحواسی چھائی کہ مجاہدوں کا لشکر ہل گیا اور لشکر کا ایک بہت بڑا حصہ اس طوفان کے تھپیڑے کھاتا پیچھے کی طرف بہہ نکلا ٹھیک اس وقت جب زمین و آسمان میں موت کی باڑھ سے کہیں پناہ نظر نہ آتی تھی۔ جب تیروں کی گھٹا ٹوپ بوچھاڑ میں ہزاروں شیر بے اختیار منہ پھیرے بیٹھے تھے۔ جب مرگ و ہلاکت کے آدم خور عفریت اپنے جبڑے کھولے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عربی کے قدم اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئے آپ نے ایک طرف اس خوفناک طوفان کو پھیلتا بڑھتا اور دوسری طرف اپنے دست و بازو مجاہدوں کو بدحواس ہو کر پیچھے ہٹتا ہوا دیکھا۔ مگر خدا کا پیغمبر پھر بھی اپنی جگہ چٹان کی طرح جما ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے خوف نہیں دکھ نہیں حیرت نہیں ایک زبردست جلال ٹپک رہا تھا جیسے آپ کو دکھ نہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جان سے زیادہ پیار کرنے والے آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا چھوڑ کر پسپا کیوں ہو گئے؟ جیسے آپ کو حیرت نہ تھی کہ شہادت حق کی بہترین آرزو میں سرکف مجاہدوں کو یہ کیا ہوا ہے؟ نہیں! اس وقت آپ کے دل میں اس جذبہ یقین کے سوا کوئی شے موجود نہیں تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بالکل سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' رسالت کا یہی یقین اس وقت لمحہ بہ لمحہ ایک جلال کی شکل اختیار کرتا جا رہا تھا۔ یہ جلال ایک بہترین حسن تھا۔ یہ حسن ایک ناقابل شکست طاقت تھی' یہ طاقت ایک ایسے یقین و ایمان ایسے صبر و سکون ایسے توکل اور طمانیت کا سرچشمہ تھی جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا۔

پسپائی خواہ کسی وجہ سے ہو۔ نو آموز مجاہدوں کی ناتجربہ کاری یہ رنگ لائی ہو یا خوف کی دہشت نے بے ساختہ سر اٹھایا ہو۔ سوال یہ تھا کہ کیا طوفان کے ریلے میں بہہ جانے والے رسالت کے اس جلال اور یقین کے سہارے ایک بار پھر طوفان میں قدم جما سکیں گے کیا ایک بار پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر پروانہ وار قربان ہونے کے لئے پلٹ پڑیں گے کیا ایک بار پھر احد کا وہ منظر تاریخ دیکھ سکے گی جہاں رسالت کے اس حسین ترین وجود کو بچانے کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں نے گرتی ہوئی ننگی تلواروں کو ہاتھوں پکڑ لیا تھا اور سینوں کو ڈھال بنا کر ترکش اپنے اپنے سینوں پر خالی کرائے تھے جہاں کمزور عورتوں نے ایمان کے جوش میں زخموں سے چور ہو کر حملہ آور فوجوں پر جست کی تھی۔ جہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں کی آہنی کڑیاں نکالنے کے لئے فداکار مردوں نے اپنے دانت ریزہ ریزہ کر ڈالے تھے جہاں رسالت کی شمع پر وجد کرتے ہوئے پروانوں کو موت یقینی موت ہزاروں تیروں اور تلواروں سے ڈرانے کی کوشش میں بری طرح ناکام ثابت ہوئی تھی۔ جہاں انسان کے لئے انسانوں کی ایک ایسی انتہاء عقیدت دکھائی دی تھی جس کے لئے انسان کی جذباتی زبان میں کوئی بھی لفظ موجود نہیں۔

رسول خدا نے جلال ایمان کی بے پناہ قوت کے ساتھ پکارا

"اے گروہ انصار!"

دائیں طرف سے وہی بے قرار بازگشت سنائی دی "ہم حاضر ہیں۔ یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں"

آپ نے دائیں طرف رخ کیا اور پھر مسلمانوں کو آواز دی اس بار اس بھی زیادہ بے تاب و پرشوق جواب ملا "ہم حاضر ہیں۔ اے خدا کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہم حاضر ہیں!"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر انسانوں کا یہ جواب سنا اور ایک زلزلہ انگیز جوش کے عالم میں اپنی سواری سے نیچے اتر پڑے اور آپ کے یہ الفاظ میدان جنگ میں پوری قوت سے گونج اٹھے۔

"میں ہوں خدا کا بندہ اور اس کا پیغمبر! میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں!!"

ادھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آواز بلند کی ادھر آپ کے بلند بانگ محترم چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پسپا ہوئی فوج کو للکارا۔

"او انصار کے گروہ! اور اے وہ لوگو! جنہوں نے اسلام پر جان دینے کا مقدس عہد کیا ہے! بڑھو آگے بڑھو!"

یکایک اسلامی لشکر میں جذبات کی ایک نئی روح دوڑ گئی۔ وہ فوج جو پسپا ہو رہی تھی اس قدر جوش و خروش سے آگے بڑھی کہ اگر سواری نے اس جوش آمیز رفتار کا ساتھ نہ دیا تو سواریوں سے کود پڑے اور بجلی کی طرح آگے بڑھے۔ شہادت کے متوالوں نے موت سے آنکھیں چار کرنے کے لئے دفاعی سامان کے بوجھ اور زرہیں اتار کر پھینک دیں اور تیروں کی بارش میں اس طرح نعرہ جہاد بلند کرتے ہوئے طوفانی رفتار سے پیش قدمی کی کہ دیکھتے ہی دیکھتے کفر کی صفیں زیر و زبر کر کے رکھ دیں کمانوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے کافروں کی لوہے میں ڈوبی ہوئی فوج کو کائی کی طرح پھاڑ دیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ہوازن اور ثقیف کے سورماؤں کو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ نکلنے کے سوا چارہ نہ رہا۔ جنگ کا دوسرا مورچہ طائف کا مضبوط قلعہ تھا۔

یہاں ہوازن قبیلہ کے بھاگے ہوئے سپاہی قبیلہ ثقیف کے ساتھ آ ملے تھے۔ وہ قبیلہ ثقیف جو خود کو قریش کا

ہمسر و ہم پلہ سمجھتا تھا۔ جذبہ جہاد کے متوالوں نے حنین کے میدان کارزار میں کافروں کے چھکے چھڑا دیئے تھے اس لئے غنیم کے پاس اس کے سوا چارہ نہ رہا کہ قلعہ کے اندر پناہ لے کر ادھر سے تیر اندازی کرے۔ وہی فوج جو حنین کے میدان میں تیروں کی پہلی باڑھ سے بکھرنے لگی تھی وہ آج تیروں کی بارش میں قلعہ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑی تھی۔ اور کئی دن تک مسلسل حملوں کے باوجود جب قلعہ نہ کھل سکا تو سہمے ہوئے دشمنوں کو قلعہ میں بند چھوڑ کر اسلامی لشکر نے جعرانہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔

مسلمان قلعہ سے ہٹ گئے تھے مگر اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی ان فضاؤں میں دعاؤں کا سوز بکھیر آیا تھا ٹھیک اس وقت جب خونخواری کی بدترین بے حسی اور بے رحمی کے ساتھ قلعہ کے در و دیوار تیرا فگنی میں مشغول تھے جب مجاہدین نے خدا کے دشمنوں کی حق کشی اور سینہ زوری سے تنگ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بددعا کرنے کی درخواست کی تو آپ نے دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور بددعا نہیں دعا کی۔

دعا کی ان سفاک انسانوں کے لئے جو خدا کی زمین کو بہترین انسانوں کے خون سے رنگین کرنے پر کمربستہ تھے۔ دعا کی ان ظالموں کے لئے جن کے جذبات میں پتھروں کی سی بے حسی اور فولاد کی سختی تھی۔ دعا کی ان خونخواروں کے لئے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لہو سے نفرت و انتقام کی ہولی کھیلنا چاہتے تھے انسانی ستم کاریوں پر عفو و درگزر سے مسکرانے والے نے دعا کی۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زمین تنگ کرنے کی قسم کھا رہے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے خدا سے التجا کر رہا تھا ان کو وہ جنت عطا کر جس کی وسعتوں میں آسمان و زمین کی پہنائیاں ذروں کی طرح گم ہو جائیں۔

آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے مجاہد جوش انتقام میں چیخ اٹھے کہ وہ بددعا کی درخواستیں کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ پھیلائے امن پسارے ہوئے خالق کائنات سے کہہ رہے تھے'

"اے خدا۔ ثقیف کو سیدھا راستہ دکھا دے اے خدا ان کو میرے نہیں اپنے دین کی چوکھٹ پر سجدہ ریز کر دے!"

جان دے دینا! کسی مقصد کے لئے جان دے دینا بہت مشکل اور بڑا حسین کام ہے لیکن جان اور دلکش ادا ہے۔ کمانوں سے نکلے ہوئے زہریلے تیر اپنے بہترین تیر اندازوں کو مایوس کر چکے تھے لیکن زبان دل سے چھوٹا ہوا یہ "ناوک دعا" خالی نہ جا سکا۔ ٹھیک ٹھیک نشانے پر بیٹھا اور دو ہی سال کے بعد یہ دعا ایک شاندار حقیقت بن کر سامنے آ گئی۔

حنین کے محاذ پر خدا کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ولولہ انگیز جلال بن کر نظر آیا تھا تو طائف میں یہ شخصیت پیکر جمال کے قالب میں ڈھل گئی اور اب وہ جعرانہ کے تاریخی مقام پر تھا جہاں یہ جلال اور جمال کی مقدس ادائیں مل کر ایک حسین ترین منظر پیش کرنے والی تھیں۔

جعرانہ کے مقام پر وافر ترین مال غنیمت کے ڈھیر تقسیم کئے جا رہے تھے۔ ان میں چھ قیدی تھے چوبیس ہزار اونٹ تھے۔ چالیس ہزار بکریاں تھیں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی۔ انسانیت کا بہترین روشناس خدا کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمن قیدیوں کی طرف گداز کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جی چاہتا تھا کہ یہ لوگ انسانی قید سے نکل کر اپنے مالک کی حلقہ بگوشی قبول کر سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو آزاد کر کے اسلام کے سینے میں جوش مارتی ہوئی خدا کی رحمت دنیا کو دکھانے کے لئے بیتاب تھے۔ مال غنیمت کی تقسیم ملتوی کر دی گئی اور کئی دن تک یہ انتظار کیا گیا کہ ہوازن اور ثقیف کے سردار اپنے ان اسیروں کو چھڑانے کے لئے آئیں۔ لیکن حق سے ٹکرانے والے شکست کا زخم کھا کر ایسے گرے کہ اپنے قیدیوں کو چھڑانے کا فرض بھی بروقت ادا نہ کر سکے۔ آخر یہ مال غنیمت اسلامی لشکر پر تقسیم کیا گیا۔

اس تقسیم کے وقت بھی انسانی جذبات کی پاسداری ملحوظ تھی اس میں سے ان نو مسلموں کو دل کھول کر کثیر حصہ دیا گیا جو ابھی نئے نئے آغوش اسلام میں آئے تھے اور اس کی فیاضی اور دلجوئی کی شان سے ناواقف تھے۔ یہ جہاد ان کا پہلا جہاد تھا۔ اس لئے جاں نثاری کی پہلی کوشش فطری طور پر دلجوئی اور ہمت افزائیوں کا نفسیاتی تقاضہ کر رہی تھی۔

اپنی بدترین شکست پر شکست کھانے والا شیطان تیزی سے حرکت میں آیا۔ منافقوں کو آلہ کار بنا کر انصار کے کچھ نوجوان کے دماغ میں یہ فتنہ سامان شوشہ چھوڑ دیا کہ "مال غنیمت کی تقسیم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے کے مقابلے میں مدینے کو نظر انداز فرمایا دیا! مکے کے نو مسلموں کو مدینے کے پرانے جاں نثاروں پر ترجیح دی!"

آخر کچھ نوجوان بے قابو ہو کر کہہ اٹھے'

"یہ وہی تو مکے والے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کا خون بہایا اور یہ خون ابھی تک ان کی تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ لیکن پھر بھی انعام کے ان کے لئے اور مشکلات ہمارے لئے نفع اٹھانے کے وقت وہ ہیں اور مشقت اٹھانے کے لئے ہمیں یاد کیا جاتا ہے۔"

یہ جذباتی آوازیں بھٹکتی ہوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں تک پہنچیں۔ ایک انتہائی بے لوث محسن اپنے بہترین دوستوں کی طرف سے آخری درجہ کی دل آزاریوں کی زد میں تھا' لیکن آدمیوں کی کمزوریوں پر ترس کھانے والے انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مجروح جذبات کا گلا گھونٹ دیا آپ خون جگر کے گھونٹ میں آنسو پی گئے اور سکون و متانت کی ایک درد بھری آواز میں انصار کو آواز دی۔

"جانتے ہوں آج میرے متعلق لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے بزرگ کچھ گڑگڑائے! یہ چند ناپختہ نوجوانوں کی جذباتی حرکت ہے جس کے ساتھ ہمارے بزرگوں اور سربراہوں میں سے کوئی نہیں!"

آپ یہ جواب سن کر خیمے سے باہر نکلے تو جلال و جمال کی ایک عجیب یکرنگی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا میں عظمت و دلکشی کی انتہائیں سمیٹ دی تھیں'

اور جب سب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں طرف پروانہ وار جمع ہو گئے تو آپ نے الفاظ میں حقیقت اور جذبات کو اس طرح انڈیلنا شروع کیا

"کیا تم سب کا شیرازہ بکھرا ہوا نہ تھا اور خدا نے تمہیں میرے ذریعہ محبت اور اخوت کی نعمت عطا کی؟

کیا تو لوگ نادار نہ تھے اور خدا نے تمہیں میرے ذریعے دولت دنیا بھی عطا فرمائی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم درد میں ڈوبی ہوئی آواز سے یہ فرما رہے تھے اور ہر بار انصار کی طرف سے عجز و عقیدت سے سرشار یہ صدا بلند ہوتی رہی۔ بے شک خدا کا رسول سچ کہتا ہے ہمارے سر خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات سے جھکے ہوئے ہیں۔

"نہیں" یکایک آپ کا حسین چہرہ مقدس جذبات سے تمتما گیا "نہیں" تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب تجھ کو لوگوں نے جھٹلایا تو ہم نے تیری بات مانی۔ جب لوگوں نے تیرا ساتھ چھوڑا تو ہم تیرے دوش بدوش رہے' تو خالی ہاتھ آیا تھا تو ہم نے تیری دست گیری کی۔"

یہ جذبات کا نقطہ عروج تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دل چیر کر کھاتے ہوئے دیکھ کر رسالت کے پروانے بے قرار ہو گئے۔ سینکڑوں دل کانپ رہے تھے' سینکڑوں سینے ضبط کی کوشش سے پھٹے جا رہے تھے' سینکڑوں آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں تھیں' جذبات کے طوفانی تھپیڑے کھاتی ہوئی اس چند لمحاتی خاموشی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اب آپ کی آواز میں جوش نہیں سوز تھا۔ تلاطم نہیں پر سکون ٹھہراؤ تھا۔

"تم لوگ یہ کہتے جاؤ اور میں یہ کہتا جاؤں گا ہاں تم سچ کہتے ہو؟ لیکن اے انصاریو! سچ بتاؤ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ اور لوگ مال غنیمت کے اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھر جاؤ؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عربی کے یہ آخری الفاظ تھے ان آخری الفاظ کی ابھی گونج بھی ختم نہ ہوئی تھی کہ اسلامی لشکر کی طرف سے ایک اور آواز آئی۔ یہ فرط غم سے سینے پھٹ جانے کی آواز تھی۔ یہ عقیدت و شوق کی شدت میں دلوں نے زبان پر آ کر چیخ ماری تھی۔ یہ روحیں تڑپ گئی تھیں۔ نوجوان آنسوؤں سے لبریز آنکھیں اٹھائے ہوئے کھڑے کھڑے تھرتھرا رہے تھے۔ بڑے بڑے سردار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو پیار کرنے کے لئے زمین پر ڈھیر ہو گئے تھے۔

بوڑھے بچوں کی طرح ہوک مار کر رو رہے تھے۔ داڑھیاں تک آنسوؤں سے تر ہو گئیں' دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور جسم کپکپانے لگے۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین چاہنے والے یہ جاں باز' جاں نثار اشک آلود آنکھوں کانپتے ہوئے ہاتھوں اور تھرتھراتے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نواز چہرے پر وارفتگی سے نظر جمائے ہوئے پکار اٹھے'

"ہمیں کچھ نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہئے! محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگلے دن جب ثقیف و ہوازن کا وفد قیدیوں کو چھڑانے کے لئے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حصے کے قیدی آزاد کر دیئے اور محمد صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان چاہنے والوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو آزاد کر کے مال غنیمت کا وہ حصہ بھی اس شخصیت جمیل کے ایک اشارے پر لٹا دیا جس میں کبھی اضافے کی مانگ کی جا رہی تھی۔ کیسی دلکش اور کیسی کارگر' کتنی دلربا اور بے پناہ تھی یہ شخصیت جس کے اشارے میں ان انسانوں کے جذبات حرکت کرتے تھے۔ جنہوں نے صدیوں تک کی بغاوت' وحشت اور لوٹ مار کی گود میں پرورش پائی تھی۔ کون ہے جو اس تاریخ کو پڑھے اور بے تابانہ پکار نہ اٹھے۔ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اسلام زمیں کی کوئی انقلابی تحریک نہیں آسمان کا خالص آسمانی پیغام ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ زندگی وہی زندگی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم اپنے خون دل و جگر سے ابھار کر تی ہوئی چلے' چلتی رہے اور اسی حالت میں موت اسے اپنے آغوش میں لے لے۔"

ہم یہی گواہی دینے کے لئے اس دنیا میں بھیجے گئے تھے' ہم اسی بات کی عملی گواہی دے نہ سکنے کے سب سے بڑے مجرم ہیں۔

اور ہم "مسلمان" ہیں؟ خدارا ایک ایک بار صرف ایک بار تو سوچئے "کیا ہم مسلمان ہیں"

زمین و آسمان کی بہترین عورتوں میں ایک

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

تحریر۔ ثمینہ شفقت قریشی سہام

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی ولادت عام الفیل سے پندرہ سال قبل ۵۵۵ء میں ہوئی آپؓ کے والد کا نام خویلد اور والدہ کے نام فاطمہ تھا۔ آپؓ کا خاندان عرب معاشرہ میں بہت ہی عزت والا سمجھا جاتا تھا۔ آپؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس پر آشوب دور میں اسلام لانے والی پہلی خاتون تھیں آپؓ قبول اسلام سے پہلے بھی طاہرہ خاتون تھیں شروع میں آپؓ کے دو نکاح ہوئے مگر دونوں خاوند فوت ہو گئے آپؓ کی تیسری شادی اپنے خاندان میں ابو ہالہ نامی شخص سے ہوئی اور دو بچے پیدا ہوئے کچھ دنوں بعد ابو ہالہ کا انتقال ہو گیا اس کے بعد آپؓ کا نکاح عتیق سے ہوا اور وہ بھی تھوڑے عرصہ بعد فوت ہو گیا اس کے بعد اچھے اچھے خاندانی لوگوں نے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا مگر آپؓ نے انکار کر دیا۔ آپؓ کو پہلے والد اور پھر خاوند کی طرف سے بھی ترکہ ملا جس کو ترقی دے کر آپؓ نے بڑھایا اور آپؓ قبیلہ قریش کی ایک نہایت مالدار خاتون بن گئیں تجارت کا طریقہ کار یہ تھا کہ قابل اعتماد لوگوں کے حوالے تجارت کا مال کرتیں جس کو فروخت کرنے کے بعد دوسری جگہ سے تجارت کا مال منگوا کر منافع حاصل کرتی تھیں اور اپنے کارندوں کو زیادہ سے زیادہ منافع دے کر خوش کرتی تھیں نبی اکرم اس زمانے میں اپنی دیانت اور امانت کے لحاظ سے پورے عرب میں مشہور تھے اور اپنا کوئی ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے متاثر ہو کر اپنا تجارتی مال حضور ﷺ کے ذریعہ شام بھجوایا اور مال کے ساتھ اپنے غلام میسرہ کو بھی روانہ کیا حضور ﷺ نے نہایت عقلمندی سے آپؓ کا مال فروخت کر کے نفع کمایا اور واپسی پر شام سے مال خرید کر کے واپس تشریف لا کر فروخت کیا۔ جس سے دوہرا منافع حاصل ہوا۔ شام کے سفر کے دوران ایک راہب جس کا نسطورا تھا میسرہ کو بتایا کہ تمہارے ساتھ آنے والے نبی ہوں گے کیونکہ جو علامات ان میں پائی جاتی ہیں۔ وہ ان کی کتابوں کے مطابق نبیوں کی ہی ہو سکتی ہیں۔ اس کا ذکر میسرہ نے واپس آ کر حضرت خدیجہؓ سے بھی کیا۔ آپؓ نے حضور ﷺ کی دیانتداری حسن اخلاق پاک خصلت امانت داری اور دینداری سے متاثر ہو کر کو نکاح کا پیغام دے کر حضور پاک ﷺ کی خدمت میں بھیجا جس کو آپ ﷺ نے منظور فرمایا ۵ سو درہم حق مہر کے عوض آپ نے ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ کو اپنی زوجیت میں قبول کر لیا حضرت خدیجہؓ نے اپنا مال و دولت حضور ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ نکاح کے پانچ سال بعد اولاد ہوئی حضرت زینب سب سے بڑی بیٹی تھیں جو ظہور نبوت سے دس برس پہلے پیدا ہوئیں آپؓ کا انتقال حضور پاک ﷺ کے وصال سے دو برس پہلے ہوا۔ دوسری بیٹی حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا ان کی وفات کے بعد تیسری بیٹی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا جو جلد ہی اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہراؓ نبوت کے پانچ سال بعد پیدا ہوئیں۔ جن کا نکاح سیدنا حضرت علیؓ سے ہوا۔ جو حضور ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد رحلت فرما گئیں ابو طالب کی وفات کے تین دن بعد بعض روایات کے مطابق ۳۵ دن بعد آپ کی رفیق حیات مونس غمگسار نے ۶۵ برس کی عمر میں ۱۱ رمضان المبارک ۱۰ھ نبوت کو داعی اجل کو لبیک کہا یہ صدمہ حضور ﷺ کے لئے بڑا سخت تھا ان کی یاد حضور ﷺ کے دل سے کبھی نہ نکلی وفات کے بعد اکثر ان کی تعریف کرتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انہوں نے میری تصدیق کی جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں جب میرا کوئی مددگار نہ تھا تو انہوں نے میری مدد کی حضرت خدیجہؓ نے مشکل میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا کی زندگی کے اضطرابی اور کشمکش کے دنوں میں وہی باعث تسکین تھیں آپ ﷺ ان کو دفن کرنے کے لئے ان کی قبر میں خود اترے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا خدیجہؓ اپنے زمانے کی تمام عورتوں میں سب سے بہتر ہے۔ اس سال کو عام الحزنی یعنی غم کا سال قرار دیا گیا۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد دشمنوں کو تکلیفیں پہنچانے کا موقع مل گیا اور خوب مخالفت کی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وطن چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے جانے کا مصمم ارادہ کر لیا حضرت خدیجہؓ نے ۲۰ سال چھ ماہ آپ ﷺ کی خدمت بابرکت اور نکاح میں رہ کر آپ کو ہر طرح سے آرام پہنچایا وہ دل سے حضور ﷺ کی قدر کرتی تھیں آپؓ کی موجودگی میں حضور ﷺ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ حضرت خدیجہؓ وفا کا پیکر' استقامت کی چٹان اور ایثار کا مجسمہ تھیں۔ ان کا سینہ انوار الٰہی کا دوسرا تجلی گاہ تھا۔

باقی ص ۷ اپر

امینِ اُمت

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

تحریر۔ عبدالرشید عراقی' سوہدرہ

ہر نبی اور داعی حق کے ساتھ ایک جماعت ایسی ہوتی ہے جو پہلی ہی نظر میں حق کو پہچان لیتی ہے اور داعی حق کی طرف سے جو منشور پیش کیا جاتا ہے' اس کوفی الفور تسلیم کر لیتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور بعثت کے وقت جو جماعت جمال نبوت دیکھتے ہی ایمان لے آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تصدیق کی قرآن مجید نے انہیں صدیقین اور شہداء کے نام سے یاد کیا ہے' اور کہیں السابقون الاولون کے خطاب سے نوازا ہے۔ درس گاہ نبوت کی سب سے پہلی تربیت یافتہ جماعت کے رکن حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے' جن کے عزم استقلال اور ایمان و استقامت کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امین الامت کا خطاب دیا تھا۔

نام و نسب

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام عامر بن عبد اللہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھا' لیکن اپنے دادا کے نام اور کنیت ابو عبیدہ سے مشہور ہوئے۔ پانچویں پشت پر آپ کا شجرہ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

اسلام اور ہجرت

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ابتدائے بعثت نبوی میں اسلام لائے۔ آپ کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون بھی مشرف بہ اسلام ہوئے' اور یہ دونوں حضرات اسلام قبول کر کے سابقین اولین کی جماعت میں شامل ہوئے۔ اسلام جب آہستہ آہستہ پھیلنا شروع ہوا اور کفار مکہ کی طرف سے ایذا رسانیوں میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثاروں کو ہجرت کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی' پھر آخری دفعہ مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی۔ مدینہ میں آپ کا بھائی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بنایا گیا۔

غزوات میں شرکت

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ غزوہ بدر اسلام کی پہلی جنگ ہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اس جنگ میں شریک ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۱ سال تھی۔ آپ کے والد عبد اللہ کفار کی طرف سے اس جنگ میں شریک تھے' انہوں نے تاک کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اپنے تیر کا نشانہ بنانا چاہا لیکن نشانہ خطا گیا اور وہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی زد میں آ گئے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لاتجد قوماً یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ ولو کانوا اباء ھم او ابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان ایدھم بروح منہ ویدخلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ اولئک حزب اللہ' الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۔

"یعنی تم ان لوگوں پر جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کبھی ایسا نہ پاؤ گے کہ اس شخص سے محبت کریں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے عزیز کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی اپنی طرف سے روحانیت سے مدد کی اور ان کو اپنے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی ہیں ------ یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں۔ بے شک اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہونے والی ہے۔

علامہ ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے لکھا ہے کہ اس واقعہ کا صرف واقدی نے انکار کیا ہے اور واقدی کا موقف یہ ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے والد اسلام لے آئے تھے' لیکن جمہور محدثین کرام اور ارباب سیر نے اس واقعہ پر اتفاق کیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے والد اسلام نہیں لائے تھے اور جنگ بدر میں انہی کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں بھی شریک ہوئے اور غزوہ احد میں ان کی جاں نثاری کے بہت سے واقعات تاریخ نے محفوظ کئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگ میں شدید زخمی ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرق مبارک میں زرہ کے دو حلقے پیوست ہو گئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اپنے دانتوں سے یہ حلقے نکالے تھے' جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں دانت ٹوٹ گئے۔ صحابہ کرام کا بیان ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے دونوں دانتوں کے نکلنے سے آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ بہت خوبصورت ہو گیا تھا۔ بعد کے غزوات میں بھی حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ شریک ہوئے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔

سقیفہ بنی ساعدہ

سنہ ۱۰ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اس سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حجۃ الوداع کے ۸۰ دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا جھگڑا پیدا ہو گیا۔ انصار یہ چاہتے تھے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا لیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ تشریف لے گئے اور وہاں آپ رضی اللہ عنہ نے انصار سے فرمایا کہ تم خلافت کے بارے میں جھگڑا نہ کرو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ الخلافۃ من القریش یعنی خلافت قریش میں ہونی چاہئے اور اس کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ نے انصار سے یہ بھی فرمایا۔

یامعشر الانصار انکم کنتم اول من نصر فلاتکونوا اول من غیر

"اے انصار کی جماعت تم نے سب سے پہلے امداد و اعانت کا ہاتھ بڑھایا تھا' اس لئے تم ہی سب سے پہلے افتراق و اختلاف کے بانی نہ ہو جاؤ"۔

چنانچہ خاصی بحث و تمحیص کے بعد انصاری اس پر راضی ہو گئے کہ خلیفہ مہاجرین اور قریش میں سے ہونا چاہئے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے نام پیش کئے کہ ان میں سے کسی ایک کو خلیفہ بنا دیا جائے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے بالاتفاق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اپنے استحقاق سے انکار کیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے بعد تمام مہاجرین اور انصار نے بیعت کی اور جو ایک فتنہ پیدا ہونے والا تھا وہ ختم ہو گیا۔ اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کس مرتبہ و مقام کے حامل تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کا

نام خلافت کے لئے پیش کر رہے ہیں۔

خلافت صدیقی میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگی خدمات

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیثیت نائب سپہ سالار کی تھی۔ آغاز ۱۳ھ میں شام پر کئی طرف سے لشکر کشی کا اہتمام کیا گیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حمص پر، حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دمشق پر شرجیل کو اردن پر اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فلسطین پر مامور کیا گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمام سپہ سالاروں کو یہ حکم دیا تھا کہ جب ساری فوجیں ایک جگہ جمع ہو جائیں تو پھر سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ چنانچہ شام کا محاصرہ کر لیا گیا اور دربار خلافت سے مزید کمک کی استدعا کی گئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت عراق کی مہم پر تھے۔ ان کو دربار خلافت سے حکم پہنچا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شام کی مہمات میں شامل ہوں۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق سے شام پہنچے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپہ سالار اعظم مقرر کر لیا گیا اور دربار خلافت سے اس کی منظوری حاصل کر لی گئی۔

جنگ اجنادین و فتح حمص

شام کو زیر نگین کرنے کے بعد ۱۳ھ میں جنگ اجنادین ہوئی۔ اس لڑائی میں بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رومیوں کو شکست دی۔ اس لڑائی میں رومی لشکر کے سپہ سالار ہرقل کا حقیقی بھائی بھی مارا گیا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر نے حمص کا رخ کیا اور حمص کو فتح کر کے اسلامی قلمرو میں شامل کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تھے کہ ہرقل کے پایہ تخت کی طرف رخ کیا جائے لیکن دربار خلافت سے اس کی منظوری نہ آئی۔

جنگ یرموک

تاریخ اسلام میں جنگ یرموک ایک امتیازی حیثیت کی حامل ہے۔ اس جنگ میں اسلامی لشکر کی تعداد ۴۰ ہزار تھی اور رومی لشکر کی تعداد ۲ لاکھ ۴۰ ہزار تھی۔ اس جنگ کے شروع ہونے سے پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سپہ سالاری سے معزول کر کے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپہ سالار اعظم کے منصب پر مقرر کیا گیا۔ یہ جنگ بڑے معرکہ کی جنگ تھی اس جنگ میں ۷۰ ہزار رومی مارے گئے اور ایک ہزار کے قریب اسلامی لشکر کے آدمی شہید ہوئے، جن میں کئی ایک افسر بھی شامل تھے۔ ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جنگ میں شہید ہوئے تھے۔

فتح دمشق

جنگ یرموک کی شکست نے رومیوں کی کمر توڑ دی۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔ حلب اور انطاکیہ کے علاقے زیر نگین ہو گئے اور رجب ۱۴ھ میں دمشق بھی فتح کر کے اسلامی قلمرو میں شامل کر لیا۔

معرکہ فحل

دمشق کی فتح کے بعد معرکہ فحل پیش آیا۔ فحل اردن کا ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ یہاں رومی فوج بڑی تعداد میں جمع تھی، مگر مسلمانوں کی تعداد بھی کم نہ تھی۔ عیسائی جنگ سے پہلے صلح پر آمادہ ہوئے، لیکن کچھ ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ مصالحت کی کوششیں ناکام رہیں، چنانچہ جنگ کا آغاز ہوا۔ حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ سے پہلے تمام صفوں کا معائنہ کیا اور ہر صف کے سرے پر جا کر فرماتے تھے۔

عباد اللہ استوجبوا من اللہ النصر بالصبر فان اللہ مع الصابرین

خدا کے بندو! مدد چاہتے ہو تو ثابت قدم رہو کیونکہ خدا ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے۔

بیت المقدس

بیت المقدس کی مہم پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مامور تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ قنسرین کی فتح کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لئے بیت المقدس تشریف لے گئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محاصرہ کر رکھا تھا اور عیسائی ایک عرصہ کی قلعہ بندی سے تنگ آ چکے تھے، چنانچہ انہوں نے صلح کی درخواست کی اور مزید اطمینان کے لئے یہ شرط بھی لگائی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود یہاں آ کر اپنے ہاتھ سے معاہدہ صلح لکھیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی اطلاع حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی اور بیت المقدس آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس روانہ ہوئے۔ جابیہ کے مقام پر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا۔ عیسائی نمائندے بھی یہاں پہنچے اور معاہدہ صلح کی تکمیل و ترتیب بھی یہاں ہوئی۔ اس کے بعد مسلمانوں کا بیت المقدس پر قبضہ ہو گیا۔

بیت المقدس کے قیام کے دوران حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دینے کو کہا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد اذان نہ دینے کا عزم کر چکے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کی تکمیل کرنے پر تیار ہو گئے۔ جب اذان دی تو تمام صحابہ کرامؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد آ گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب روئے۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس مدینہ تشریف لے گئے۔

وفات

۱۸ھ میں شام، مصر اور عراق میں طاعون کی وبا پھیلی اور اس وبا نے اسلامی فوج کو گھیرے میں لے لیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے علاقہ عمواس میں مقیم تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ شام گئے اور آپ نے مہاجرین و انصار کے مشورے سے یہ اعلان فرمایا کہ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپسی کا اعلان کر دیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا آپ تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہیں؟ حضرت عمر فاروق نے جواب دیا۔ کہ تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگتا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مدینہ آ گئے لیکن حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں رہے۔ مدینہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو لکھا کہ آپ کچھ دنوں کے لئے مدینہ آ جائیں لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ نہ گئے۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ لکھا کہ کسی دوسرے مقام پر چلے جاؤ، چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابیہ منتقل ہو گئے۔ یہاں کچھ دنوں بعد آپ بیماری میں مبتلا ہوئے۔ جب مرض نے شدت اختیار کی تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور لوگوں کو جمع کر کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! "صاحبو! یہ مرض خدا کی رحمت اور تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہے۔ پہلے بہت سے صلحائے روزگار اس میں جاں بحق ہوئے ہیں اب ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے خدا سے اس سعادت میں حصہ پانے کا متمنی ہے۔

اس کے بعد نماز کا وقت آیا، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی۔ نماز ختم ہوئی تو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وفات کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ۵۸ سال تھی۔

مورخین اسلام نے لکھا ہے کہ اس طاعون میں ۲۵ ہزار مسلمانوں نے انتقال کیا اور اسلامی فوج کے بڑے بڑے جرنیل اس طاعون کی نذر ہوئے جن میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ عتبہ بن سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ شامل ہیں۔

اس قیامت خیز وبا کی وجہ سے فتوحات اسلام کا سیلاب وقفتاً رک گیا۔

اخلاق و عادات

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا صحیفہ اخلاق بہت بلند تھا۔ تقویٰ و طہارت' تواضع و مساوات اور اتباع سنت صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت بلند تھے۔ بہت نرم مزاج تھے اور اپنی ذات سے متعلق کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے۔ کوئی زیادتی بھی کرتا تو معاف کر دیتے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی لشکر جنگ کے لئے بھیجتے تو فوج کو اپنے سپہ سالار کے بارے میں فرماتے کہ ان اتباع کی جائے اور حکم عدولی کرنے سے منع فرماتے۔ جب کوئی لشکر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بھیجا جاتا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لشکر کو فرماتے۔

علیکم بالھیں اللیں اذا ظلم لم یظلم و اذا اساء الیہ غفر اولاقطع وصل رحیم بالمومنین شدید علی الکافرین ابو عبیدہ۔

"اے لوگو! تم اتباع کرو اپنے امیر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی جو نرم خو ہیں۔ ان پر کوئی ظلم کرے تو بدلہ نہیں لیتے۔ اگر کوئی بری طرح پیش آئے تو معاف کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی قطع محبت کرے تو اسے ملا لیتے ہیں۔ مومنوں کے لئے ان کے دل میں محبت و رحمت ہے' مگر کفار کے حق میں نہایت شدید اور سخت ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا وجود خصائل کا مجموعہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ بہت بڑے جرنیل اور ماہر سیاست تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ زاہد' عابد' منکسر المزاج اور فیاض تھے۔ اتباع سنت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ پر رنگ اس قدر غالب تھا کہ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں الٹ دینے کے بعد بھی آپ رضی اللہ عنہ کی وضع و لباس میں فرق نہیں آیا۔

مناقب

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لکل امۃ امین و امین ھذہ الامۃ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

ایک دوسری حدیث جس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اہل نجران) کا ایک وفد آیا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی کہ ہمارے پاس ایک امین آدمی بھیجیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا۔

سب سے بڑا مرتبہ و مقام آپ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ان دس صحابہ کرام میں شامل تھے کہ جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جنت کی بشارت دی۔ یعنی آپ عشرہ و مبشرہ میں سے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ اگر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو میں ان کو خلافت کے لئے اپنے بعد نامزد کر دیتا۔

●●

تورات و انجیل کے حوالہ جات

مندرجہ بالا قرآن و حدیث کے مغالطہ آمیز حوالہ جات کے بعد آخری مرحلہ میں قادیانی صاحب اپنے اولیائے نعمت (یہود و نصاریٰ) کے دجالانہ حوالہ جات کے ذریعے حصول طاعون کی کوشش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

انجیل مطبوعہ ۱۸۵۷ء متی ۸/۲۴ پر مذکور ہے کہ مسیح کی نشانی مری کا پڑنا بھی ہے لیکن بعد میں عیسائیوں نے اس کو متی ۸/۲۴ سے نکال دیا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ لیکن اگر تم نے مزید تحقیق کرنی ہو و انجیل لوقا ۱۰/۲۱ جو ۱۹۲۵ء میں چھپی ہے اس میں موجود ہے۔ جابجا کال اور مری پڑے گی۔ قادیانی تحریر بلفظہ۔

نوٹ :- یہ حوالہ متی ۸/۲۴ نہیں ۷ ہے۔ قادیانی کو غلطی لگ گئی ہے۔

تجزیہ و تبصرہ

میرے لاپتہ قادیانی مخاطب نے جس ترتیب سے اور جس مقصد کے لئے جو کچھ تحریر کیا ہے وہ تقریباً سب کچھ غلط اور بے فائدہ ہے۔ ہاں متی ۷/۲۴ کے متعلق عیسائیوں پر جو الزام ہے وہ بھی ادھورا ہے کیونکہ اب بھی کیتھولک اردو ترجمہ میں "وبائیں" کا لفظ موجود ہے۔ بلکہ پروٹسٹنٹ ترجمہ ۱۸۷۵ء میں یہ موجود ہے بعد میں غیر موجود۔ نیز کئی انگلش تراجم میں وباؤں کا لفظ موجود ہے۔ مگر اس موجودگی یا عدم موجودگی کا قادیانیوں کو کچھ فائدہ نہیں۔ کیونکہ یہ تو مسیح کی آمد سے پیشتر کی علامات میں مذکور ہے نہ کہ نزول کے بعد۔ نیز اناجیل میں اصل مسیح کے نزول کا تذکرہ ہے وہ کسی مثیل و بروز کا۔

اب اصل حقیقت سماعت فرمایئے کہ۔

انجیل متی باب ۲۴ مرقس باب ۱۳ اور لوقا میں ۲۱ میں تقریباً یکساں طور پر مسیح ناصری کی آمد ثانی کی علامات اور طریق آمد وغیرہ بیان کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا اناجیل کے مذکورہ ابواب میں یوں لکھا ہے کہ۔

ایک مرتبہ بعد از وعظ و ارشاد حواریوں نے مسیح سے عرض کیا کہ آپ ہمیں دنیا کے آخر ہونے اور اپنی آمد ثانی کے متعلق آگاہ فرمایئے۔ تو جناب عیسیٰ بن مریم نے پہلی نشانی یہ فرمائی کہ۔

آمد مسیح کی علامت اول

خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے (مسیح کہلانے والے جیسے مرزا قادیانی) آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں (پہلا مسیح تو فوت ہو گیا ناقل) اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔

(متی۲۴:۴'۵۔ مرقس۱۳:۵'۶۔ لوقا۲۱:۸)

آمد مسیح ناصری کی دوسری علامت

اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔ لیکن یہ سب مصیبتوں کا شروع ہی ہوں گی۔ (متی۲۴:۶'۷'۸۔ مرقس۱۳:۷'۸۔ لوقا۲۱:۹'۱۰) اس کال کے ساتھ مری کا بھی ذکر ہے۔

تیسری علامت

اس وقت لوگ تمہیں تکلیفیں دینے کے لئے پکڑوائیں گے اور تمہیں قتل کریں گے اور میرے نام (عیسیٰ کے نام پر نہ کہ قادیانی کے نام پر) کے سب ساری قومیں تم سے عداوت رکھیں گی۔"

(متی۲۴:۹۔ مرقس۱۳:۹۔ لوقا۲۱:۱۲)

مگر اس قادیانی کے زمانہ میں معاملہ بالکل الٹ تھا کہ مسیح کے پیروکار تمام دنیا پر چھائے ہوئے تھے۔ سب کو ظلم و ستم کی چکی میں پیس رہے تھے۔

چوتھی علامت

اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے اور بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔

پانچویں علامت

آمد مسیح کی افواہیں اور ان کا طریق کار۔

اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے (قادیان میں ناقل) یا وہاں ہے (لدھیانہ میں ناقل) تو یقین نہ کرنا کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام کر دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے (کہ ایسے دجالوں سے بچنا) پس اگر وہ تم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا۔ دیکھو وہ کوٹھریوں میں ہے تو یقین نہ کرنا۔

(متی ۲۴:۲۳ تا ۲۶، مرقس ۱۳:۲۱ تا ۲۳)

مندرجہ بالا تمام علامات ظہور اور نزول مسیح سے پہلے ہوں گی۔ اس کے بعد مسیح کیسے آئیں گے۔

کیفیت آمد مسیح

کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے۔ ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہو گا یعنی مسیح ابن مریم پیدا ہو کر پھر پکھریوں وغیرہ کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے آخر ایک موقع پر لدھیانہ میں دعویٰ مسیحیت نہ کریں گے بلکہ سابقہ ہی مسیح یکدم جامع دمشق کے مشرقی کنارہ پر اچانک نازل ہوں گے۔

قارئین کرام! یہ ہے اناجیل کا مضمون اور یہ ہے قادیانی دجل و فریب۔ وہی مثال ہوئی کہ ساوھ نوں پے گئے چور۔ تو چوراں نوں پے گئے مور۔ تے موراں نوں پے گئے ہور۔

یہود و نصاریٰ نے تو تحریف کرتے کرتے خدائی کتابوں اور صحیفوں کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔ لیکن یہ ان کے مثیل اور سرنگ ان سے بھی بازی لے جانے کی کوشش میں سر دھڑ کی بازی لگا رہے ہیں۔ حسب تحریر بالا۔ مذکورہ سب علامات نزول مسیح سے پہلے کی ہیں۔ کہ ان سے پہلے لڑائیاں ہوں گی، کال اور وبائیں پڑیں گی، بہت سی آزمائشیں اور تکالیف کا ظہور ہو گا۔ پھر ان تمام امور کے بعد مسیح حقیقی کی آمد ہو گی۔ نہ کہ یہ علامات مسیح کے دور میں واقع ہوں گی۔ جیسے قادیانی نے وضاحت کی ہے۔ یہ ہے قادیانی دجل و فریب، مکاری اور عیاری اور اس پر مزید یہ سینہ زوری اور ڈھیٹ پن۔ پھر ایک مرکزی بات کا ہضم کر جانا بھی نہایت معنی خیز ہے کہ قبل از نزول مسیح دیگر علامات کے علاوہ ایک نمایاں علامت جھوٹے مسیحوں اور نبیوں کا ظہور ہے۔ یہ علامت چونکہ قادیانیوں کے خلاف تھی لہٰذا اس کو گول کر گئے۔ پھر مسیح کی آمد کا انداز بھی بوجہ اپنے خلاف ہونے کے گول کر گئے۔ یا للعجب۔

تورات کا حوالہ

مندرجہ بالا حوالہ کے بعد حصول طاعون کے لئے قادیانی نے پروٹسٹنٹ بائبل کے رسالہ ۳۸ اور رومن کیتھولک بائبل کے ۴۶ صحائف زکریا ۱۴:۱۲ کا حوالہ دیا ہے کہ اس میں بھی مسیح موعود کے وقت طاعون پڑنے کا ذکر ہے۔ انگلش بائبلز میں پلیگ (طاعون) کا لفظ واضح طور پر آیا ہے۔ لہٰذا مرزا صاحب کا حوالہ صحیح اور تمہارا دعویٰ غلط ثابت ہوا۔

الجواب یہ ہے کہ۔

مرزا قادیانی اور اس کے معتقدین کی مثال وہی ہے کہ کسی نے بھوکے سے پوچھا کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں تو اس نے جواب دیا چار روٹیاں۔ یہی حساب ان لوگوں کا ہے کہ جب کہیں طاعون کا لفظ نظر آیا تو جھٹ کہنے لگتے ہیں کہ دیکھو یہ طاعون ہے لہٰذا ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود یعنی مرزا صاحب سچے ہیں۔ حالانکہ وہاں نہ اس مسیح کذاب کا ذکر ہے اور نہ کسی سچے مسیح کا۔ یہ صحیفہ زکریا تو تقریباً ۵۲۰ سال قبل از مسیح کے حالات پر مشتمل ہے۔ جس میں قوم یہود اور یروشلم کے انقلابات کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ اس صحیفہ میں چودھویں باب کے ابتداء میں یروشلم پر غیر اسرائیلی قوموں کی چڑھائی، شہر کا مغلوب ہونا، یہود کے اسیر اور ذلیل ہونے کا تذکرہ ہے اس کے بعد یہود کے غلبہ اور خدائی تائید کا تذکرہ ہے۔ اس ضمن میں قادیانی حوالہ کی عبارت یہ ہے کہ۔

اور خداوند یروشلم سے جنگ کرنے والی سب قوموں پر یہ عذاب نازل کرے گا کہ کھڑے کھڑے ان کا گوشت سوکھ جائے گا اور ان کی آنکھیں چشم خانوں میں گل جائیں گی اور ان کی زبان ان کے منہ میں سڑ جائے گی۔

(زکریا باب ۱۴ آیت ۱۲)

اب فرمائیے کہ اس میں کہاں مسیح موعود کا ذکر ہے۔ اس کے زمانہ میں اس کے مخالفین کی طاعون سے ہلاکت کا ذکر کدھر ہے۔ یہاں تو یروشلم شہر کا ذکر ہے کہ اس پر حملہ آور لشکر اس عذاب سے ہلاک ہو جائیں گے۔ اور یہ واقعہ ۵۲۰ سال قبل از مسیح ناصری ہے۔ دیکھئے اردو ریفرنس بائبل مطبوعہ ۱۹۰۸ء۔

صرف لفظ مری اور پلیگ سے مرزا قادیانی کی کیسے تصدیق ہو جائے گی؟

قارئین کرام! یہ ہے قادیانی حوالہ جات کی حقیقت۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ یہ لوگ کس دیدہ دلیری سے کذب بیانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ ورنہ......!

کیا اسی پر ابتداء میں نہایت معصومانہ انداز میں لکھا تھا کہ مجھے انعامی رقم کی ضرورت نہیں، میں تو محض تمہاری ہدایت کے لئے یہ جواب دے رہا ہوں۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ یہ جواب ہے یا اپنے دجل و فریب اور کذب و افتراء کا اظہار و اعلان۔ کیا اس جواب پر یہ قادیانی کسی انعام کا حق دار ہو بھی سکتا ہے؟

قارئین کرام! میرے ۲۲ نمبروں میں سے پہلے نمبر کا جواب بھی تمام قادیانی لائی مل کر نہیں دے سکتی۔ اس کے بعد دوسروں نمبروں کے جواب کے لئے ان کو آگ کا سمندر پار کرنا پڑے گا۔ ھل من مبارز؟

آخری اپیل! یہ ہے کہ میرے ۲۲ نمبروں کا جواب تو آپ سے محال ہے۔ لہٰذا آئیے اور ضد و عناد ترک کر کے خدارا اس کذاب قادیانی سے جان چھڑائیے اور خاتم الانبیاء ﷺ کے دامن سے دوبارہ وابستہ ہو جائیے، اسی میں آپ کے لئے دونوں جہاں کی سعادت مضمر ہے۔ اللہ آپ کو صراط مستقیم نصیب فرمائے (آمین)۔

نوٹ: آپ کے باقی نمبروں کے جوابات بھی اسی طرح دجل و فریب کا پلندہ ہیں لہٰذا ان کا جواب نہ ہی وصول کریں تو آپ کے لئے بہتر ہو گا ورنہ ہم تو تیار ہیں۔

آپ کا حقیقی خیر خواہ

عبداللطیف مسعود ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

ARFI JEWELLERS
عارف جیولرز
FOR CREATION OF ATTRACTIVE JEWELLERY PH 6645236
ممتاز زیورات ـ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

علاماتِ قیامت

روز بروز بڑھتی ہوئی بدکاریاں قربِ قیامت کی علامات ہیں

تحریر۔ قاری عنایت الرحمٰن رحمانی ڈیروی

آج پوری دنیا اور مسلم معاشرہ ایسی فحاشی و عریانی میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ الامان و الحفیظ اس رحمت عالم سید الانبیاء کی امت جس کو خداوند نے قرآن حکیم میں بہترین امت قرار دیا آج اسی امت میں ایسی بدکاریاں رونما ہو رہی ہیں جو شاید اس سے قبل گزشتہ امم میں بھی موجود نہ تھیں روز بروز بڑھتی ہوئی یہ بدکاریاں قرب و قیامت کی علامات ہیں آپ ﷺ نے پہلے ہی ان بدکاریوں کو پھیلنے کا خطرہ ظاہر فرمایا تھا اور فرمایا کہ جب میری امت اس طرح کی فحاشی و عریانی میں مبتلا ہو جائے تو پھر قیامت کا انتظار کرنا وقوع قیامت کا وقت تو خداوند تعالیٰ کی ذات اقدس کو ہے حضور علیہ السلام نے قرب قیامت کی علامات سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا ہے تاکہ امت ان علامات کو دیکھ کر بدکاریوں سے باز آئے اور خداوند کے حضور توبہ و استغفار کریں جب تک روئے زمین پر صالحین لوگ زندہ ہیں قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی ہاں جب زمین سے ان بندگان خدا کی جماعت کو اٹھا لیا جائے گا اور یوں بدکار سیاہ کار لوگ زمین کے باشندے ہوں گے تو پھر وقوع قیامت ہوگا کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت شریر و بدکار لوگوں پر قائم ہوگی (مسلم) اس دور میں امت کے مقتدا و صالحین رفتہ رفتہ عالم ازل کی طرف کوچ کرتے جا رہے ہیں اور دن بدن شریر و بدکار لوگوں کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور آپ ﷺ کی زبان اقدس سے جو علامات صغریٰ قیامت کے بارے میں منقول ہیں وہ تمام تقریباً اس وقت موجود ہیں ان علامات کی تفصیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (۱) جب مال غنیمت کو دولت قرار دیا جائے گا۔ (یعنی مال غنیمت کو امراء اور صاحب منصب لوگ دولت قرار دے کر خود لیں گے اور ضعیف اشخاص کو اس میں سے حصہ نہ دیں گے) (۲) جب مال امانت کو غنیمت شمار کر لیا جائے گا یعنی لوگ امانت کے مال میں خیانت کریں گے اور اس کو مال غنیمت سمجھ لیں گے۔ (۳) جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے گا (۴) علم دین کو دین کے لئے نہیں (بلکہ دنیا وغیرہ حاصل کرنے کے لئے) سیکھا جائے گا۔ (۵) مرد عورت کی اطاعت کرے گا (یعنی جو کچھ عورت کہے گی اس کو بجا لائے گا) (۶) بیٹا ماں کی نافرمانی کرے گا اور اس کو صدمہ پہنچائے گا۔ (۷) آدمی دوست کو ہم نشین بنائے گا اور باپ کو دور کر دے گا۔ (۸) مساجد میں زور زور سے باتیں کی جائیں گی اور شور مچایا جائے گا (۹) قوم کی سرداری قوم کا فاسق آدمی کرے گا۔ (۱۰) قوم کے امور کا سربراہ قوم کا کمینہ اور ارذل شخص ہوگا۔ (۱۱) آدمی کی تعظیم اس کی برائیوں سے بچنے کے لئے کی جائے گی۔ (۱۲) گانے بجانے والی عورتیں ظاہر ہوں گی (اور لوگ ان سے اختلاط کریں گے) (۱۳) ساز باجے ظاہر ہوں گے۔ (۱۴) علانیہ شرابیں پی جائیں گی۔ (۱۵) اور اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو برا کہیں گے اور ان پر لعنت کریں گے اس وقت تم ان چیزوں کے وقوع کا انتظار کرو یعنی تیز و تند سرخ آندھی کا، زلزلہ، زمین میں دھنسا، صورتیں مسخ و تبدیل ہو جانے اور پتھروں کے برسنے کا اور ان پے در پے نشانیوں کا (جو قیامت سے پہلے ظہور میں آئیں گی) گویا کہ وہ موتیوں کی ٹوٹی ہوئی لڑی ہے جس سے پے در پے موتی گر رہے ہیں (ترمذی شریف) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے یعنی علامت قیامت کے بارے میں کہ جب آدمی دوست کے ساتھ احسان کرے گا اور باپ پر ظلم و ستم ڈھائے گا اور ریشم پہنا جائے گا۔ امت مسلمہ کے لوگو! آپ ﷺ کی بیان کردہ یہ تمام علامات اس وقت موجود ہیں لوگ امانت میں خیانت کرنے لگے ہیں اور دنیا مال کی محبت و لالچ میں حرام کی کمائی کو ذریعہ آمدنی بنایا ہوا ہے حلال و حرام میں کوئی تمیز باقی نہیں رہی حالانکہ حضور علیہ السلام نے اس پر سخت وعید فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے وہ شخص کبھی جنت میں نہ جائے گا جس نے حرام مال سے پرورش پائی ہو اس طرح لوگوں نے زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا ہے اکثر لوگ فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے محروم ہیں اور بعض لوگ اس اہم فریضہ میں کوتاہی کر کے زکوٰۃ نااہل و نامصرف لوگوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ حالانکہ زکوٰۃ وہ اہم فریضہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں صلوٰۃ (نماز) کے ساتھ مقرر ہوا ہے اور زکوٰۃ کے مانعین سے خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے زکوٰۃ میں ایک رسی (حقیر چیز) کے دینے سے بھی انکار کیا میں اس سے جہاد کروں گا۔ اس طرح لوگوں نے علم دین کو حصول دنیا کی غرض سے سیکھنا شروع کر دیا ہے اور لوگ سند لے کر حکومت کی سروس میں داخلہ کے متلاشی ہیں اسی چکر میں اکثر اہل علم آج پھنس چکے ہیں قرآن و احادیث پر عمل کرنا تو کیا لوگوں نے اس کی تعلیم و تدریس سے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی اور یوں علم دین روز بروز کتابوں تک محدود ہوتا جا رہا ہے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ طالب دنیا کو علم سکھانا راہزن کے ہاتھ تلوار فروخت کرنا ہے۔ اس طرح مردوں نے عورتوں کی اطاعت میں والدین کو نظر انداز کر دیا ہے ان کے حقوق کا کچھ خیال نہیں بلکہ اپنی بیوی کے حکم کے مطیع نظر آتے ہیں حالانکہ باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مرتبہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا امر فرمایا ہے اور ان کو اف تک کہنے سے بھی ممانعت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں بھی یہی ہے کہ والدین کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ کیونکہ اولاد کے لئے جنت تو انہی کے قدموں میں ہے لیکن آج لوگ حقوق والدین سے غافل ہو کر عورت کے فتنے میں مبتلا ہو چکے ہیں جس کا حضور ﷺ کو پہلے ہی خوف تھا آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے اپنی امت پر مال و دنیا اور عورت کے فتنہ کا خوف ہے اس طرح مساجد میں بجائے عبادت کے شور اور جھگڑے ہو رہے ہیں آداب مسجد کا کوئی خیال نہیں کرتا حالانکہ غیر مسلم اپنے عبادت خانوں کی آج بھی قدر و تعظیم کرتے ہیں لیکن مسلمانوں نے مساجد کی صرف ظاہری خوبصورتی بناوٹ سجاوٹ پر توجہ دی ہے لیکن ان مقامات مقدسہ کا حق ادا نہیں کیا اس طرح ہر آدمی اپنے سے بلند مرتبہ کی تعظیم محض اسکی برائیوں سے بچنے کے لئے کرنے لگا ہے تاکہ وہ مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ تعظیم و ادب کے مستحق اشخاص کو کمزور جان کر ان کا احترام نہیں کیا جاتا اس طرح ساز باجے عام ہو چکے ہیں اور گانے بجانے ٹیلی ویژن وی سی آر کی آوازیں آنے لگی ہیں بلکہ کوئی کام بھی گانے بجانے کے بغیر تکمیل نہیں پاتا سفر و حضر میں یہ ساز باجے ساتھ ہیں اور پھر تعجب ہے کہ پھر بھی لوگ مال و دولت اور گھر میں بے برکت کا شکوہ کرتے ہیں افسوس کہ لوگ اپنے گریبان میں نہیں جھانکتے کہ بے برکتی اور رحمت خداوندی سے محرومی کے کیا اسباب ہیں؟ اور خصوصاً اس وقت تو ایسے فحش و بے ہودہ گانے ملک میں پھیل چکے ہیں کہ جن پر کافر بھی شرما جاتے ہوں گے اور وہ کیا سوچتے ہوں گے کہ کیا مسلمان اور اسلام اسی کا نام ہے۔ اسی لعنت کی وجہ سے زنا اور نشہ جیسی مہلک بیماریاں بھی کثرت سے پھیل چکی ہیں اور ان مہلک امراض سے نجات پانا بھی مشکل ہو گیا ہے یہاں تک کہ لوگ ان عظیم بدکاریوں سے توبہ تو درکنار انہے کاروبار بنا کر ان پر فخر بھی محسوس کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت پر ایسا

باقی ص ۱۹ پر

ظالم کون؟

اچھا یقیں نہیں ہے تو کشتی ڈبو کے دیکھ
اِک تو ہی ناخدا نہیں ظالم، خدا بھی ہے!

تحریر: مولانا محمد عبدالملک صاحب، مدینہ منورہ

کائنات کی یہ تمام حسن افروزیاں اور جلوہ آرائیاں کیوں ہیں؟ یہ کیوں ہے کہ فطرت حسن ہے اور جو کچھ اس سے ظہور میں آتا ہے وہ حسن و جمال ہی ہوتا ہے؟ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ کارخانہ ہستی ہوتا لیکن رنگ کی نظر افروزیاں، بو کی عطر بیزیاں، نغمہ کی جاں نوازیاں نہ ہوتیں؟ کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ سب کچھ ہوتا لیکن سبزۂ گل کی رعنائیاں اور قمری و بلبل کی نغمہ سنجیاں نہ ہوتیں؟ یقیناً دنیا اپنے بننے کے لئے اس کی محتاج نہ تھی کہ تتلی اپنے پروں میں عجیب و غریب نقش و نگار ہوں اور رنگ برنگ کے دلفریب پرند درختوں کی شاخوں پر چہچہا رہے ہوں؟ ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ درخت ہوتے مگر قامت کی بلندی، پھیلاؤ کی موزونیت، شاخوں کی ترتیب، پتوں کی سرسبزی، پھولوں کی رنگا رنگی نہ ہوتی۔ پھر کیوں یہ ہے کہ تمام حیوانات اپنی حالت اور گردو پیش کے مطابق ڈیل ڈول کی موزونیت اور اعضاء کا تناسب ضروری رکھیں اور کوئی وجود نہ ہو جو اپنی شکل و منظر میں ایک خاص طرح کا معتدل پیمانہ نہ رکھتا ہو۔

انسانی علم و نظر کی کاوشیں آج تک یہ عقیدہ حل نہ کر سکیں کہ یہاں تعمیر کے ساتھ تحسین کیوں ہو؟ مگر قرآن کہتا ہے یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ خالق کائنات الرحمٰن الرحیم ہے۔ یعنی اس میں رحمت ہے اور اس کی رحمت اپنا ظہور و فعل بھی رکھتی ہے۔ رحمت کا مقتضی یہی تھا کہ بخشش ہو، فیضان ہو، جود و احسان ہو۔ بس اس نے ایک طرف تو ہمیں زندگی اور زندگی کے تمام احساس و عواطف بخش دیئے جو خوش نمائی اور بدنمائی میں احساس کرتے اور خوبی و جمال سے کیف و سرور حاصل کرتے ہیں۔ دوسری طرف کارگاہ ہستی کو اپنی حسن آرائیوں، جانفزائیوں سے اس طرح آراستہ کر دیا گیا کہ اس کا ہر گوشہ نگاہ کے لئے جنت، سامعہ کے لئے حلاوت اور روح کے لئے سرمایہ کیف و سرور بن گیا۔

میں کہتا ہوں کہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سورۂ فاتحہ کے یہ اقتباسات اس بات کا یقین پیدا کرنے کے لئے کافی سے زائد ہیں کہ اس کائنات کے ذرہ ذرہ میں رحمت و عدل کار فرما ہے۔ پتے پتے پر رحمت کا سایہ ہے، قطرہ قطرہ میں رحمت کا جلوہ ہے، دانہ دانہ میں رحمت نمایاں ہے۔ کوئی پھول کوئی پھل اس کی رحمت کے ظہور سے خالی نہیں۔ آسمان پر تارے اس کی رحمت کی گواہی میں چمک رہے ہیں۔ چاند سورج ہیں، اس کی شہادت میں روشن ہیں، مرغان چمن اس کی رحمت کا گیت گا رہے ہیں، دریا ہیں کہ اس کی رحمت میں موجزن ہیں، پہاڑ ہیں کہ اس کی رحمت کا علم بلند کئے ہوئے ہیں، ہوائیں ہیں کہ اقصائے عالم میں اس کی رحمت کا ڈنکا بجاتی پھر رہی ہیں۔ ہاں انسان ہی ہے جس کو دونوں راہیں دی گئی ہیں، چاہے وہ رحمت کو رحمت سمجھے یا ظلم و ستم قرار دے۔ شعور اس کو دیا گیا ہے، سمجھ اس کو عطا کی گئی ہے، بار امانت کا تحمل اس میں پایا گیا ہے اور اسی سمجھ، شعور، ادراک اور احساس کی بنا پر ہی وہ مسئول ہے، اپنے افعال و اعمال کا ذمہ دار ہے اور قیامت تک ذمہ دار رہے گا۔

معترض کہتا ہے کہ "تاریخ دیکھو!" گویا وہ بھی اس کی حمایت میں زبان دراز ہے۔ میں کہتا ہوں بھائی! تاریخ بہت دور کی بات ہے۔ پتہ نہیں کس نے لکھی، کیوں لکھی، اصل مورخ نے لکھی بھی یا نہیں لکھی، کوئی اور ہی اس کی جانب سے لکھ گیا۔ اس لئے سب سے اچھی تاریخ خود تیری اپنی تاریخ ہے۔ میری تاریخ سے مجھ سے زیادہ کون واقف ہو سکتا ہے۔ کوئی ہے جو اس کا دعویٰ کرے کہ وہ میری تاریخ کو میرے برابر یا مجھ سے زیادہ جانتا ہے؟

تو ظالم اپنے آپ پر غور کر، پہلے اپنی تاریخ پر غور کر۔

ہمارے حضرت قدس سرہ حج پر آئے ہوئے تھے۔ رفقاء میں ایک پولیس انسپکٹر بھی تھے۔ مکہ میں ان کی جیب کٹ گئی۔ ٹھیک ہے ایک آدمی حج کو آیا ہے۔ ایک محدود رقم ہی اس کے پاس ہوتی ہے۔ وہ بھی چلی گئی تو غصہ تو آئے گا۔ متعلقہ لوگوں کو برا بھلا کہے گا اور ہو سکتا ہے اپنے کو مظلوم اور قدرت کو ظالم کہے۔ حضرت قدس سرہ ان سے پوچھ بیٹھے تھے انسپکٹر صاحب آپ نے بھی کسی کی جیب کاٹی ہے۔ انسپکٹر حیران ہوئے، یہ کیا سوال ہے؟ میں اور جیب کترا؟ حضرتؒ نے فرمایا آپ تیس برس تک پولیس کے افسر رہے ہیں، آپ نے تو کسی کی جیب نہیں کاٹی، کسی پر ظلم نہیں کیا؟ اب تو یہ حال ہے کہ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں، میرے خیال میں یہی صورتحال سب کے ساتھ ہے۔ آدمی اپنے وقتی معاملہ کو دیکھتا ہے، وقتی صورتحال پر لوگوں کو ظالم اور اپنے آپ کو مظلوم قرار دیتا ہے۔ اس بات کو بھول جاتا ہے کہ وہ خود اب تک کتنے لوگوں پر ظلم کر چکا ہے؟

ایک صاحب اٹھارہ برس سے مکہ میں ملازم تھے حکومت نے ان کا تبادلہ کر دیا، اب یہ ظلم ہو گیا۔ ہر شخص کہہ رہا ہے دیکھو مکہ سے اٹھا کر ابہا (سعودی عرب کا ایک سب سے ٹھنڈا اور نہایت پر بہار علاقہ ہے) کی طرف پھینک دیا۔ سوچو تو سہی کیا یہ ظلم کی بات ہے؟ کیا دنیا میں کہیں ملازم کا تبادلہ نہیں ہوتا؟ کیا حکومت کو تبادلہ کا حق نہیں، کیا انہوں نے حکومت سے طے کر لیا تھا کہ وہ کہیں دوسری جگہ نہیں بھیجے جائیں گے؟ مگر ایسا نہیں ہے تو یہ ظلم کیسے ہو گیا؟

میرے بھائی! اٹھارہ برس آپ کو مکہ معظمہ میں قیام کا موقع دیا گیا۔ کیا ساری عمر آپ ہی کو یہ دولت ملتی رہنی چاہئے۔ کسی دوسرے کا حق نہیں۔ وہ جو اٹھارہ برس سے ابہا میں پڑا ہوا ہے اس کو مکہ میں نہیں آنا چاہئے؟ اس کو آدمی ظلم قرار دیتا ہے۔ پہلے یہ ظلم حکومت کی طرف جاتا ہے، پھر یہ کہا جاتا ہے کہ خدا ظالم تو نہیں، ظالموں کا ساتھ دیتا ہے اور عین ممکن ہے کہ اٹھارہ برسوں میں آپ سے آداب مکہ اور آداب حرم میں کوئی کوتاہی ہوئی ہو جس کی وجہ سے قدرت نے آپ کا تبادلہ ضروری سمجھا۔ وما ربک بظلام للعبید۔

تاریخی واقعات اور ذاتی تجربات

مظاہر قدرت اور مناظر فطرت میں رحمت و راحت کا ظہور آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب تاریخی واقعات اور شخصی تجربات کی روشنی میں تین دعوے پیش کرتا ہوں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان دعووں کو کوئی جھٹلا سکتا ہے۔ یہ سب رحمت خداوندی کے ناقابل تردید دلائل ہیں۔

۱۔ قدرت ان انسانوں کو ناقص الاعضاء پیدا کرتی ہے اس کی تلافی کا سامان بھی پیدا کرتی ہے۔

۲۔ یتیموں کی نگہداشت اور پرورش کا ایک خاص الخاص نظام ہے۔

۳۔ جن کو اولاد نہیں دی جاتی یا نرینہ اولاد نہیں دی جاتی، ان کے نام کو کسی دوسری طرح زندہ رکھنے کی تدبیر کی جاتی ہے۔

۱ - جب قدرت پیدائشی طور پر کسی بچہ کو کسی ایک عضو میں کمزور پیدا کرتی ہے تو کسی دوسرے عضو کی قوت کو اضعاف کر دیتی ہے۔ مثلاً نابینا آدمی، آپ دیکھیں گے کہ

باقی حواس اس کے ہم سے زیادہ تیز ہوجاتے ہیں۔ قوت شامہ' سامعہ' لامسہ۔

آپ کو حیرت ہوگی کہ ایک دفعہ ایک نابینا کی مرغی کے انڈے دوسرے انڈوں سے ملا کر رکھ دیئے۔ اس نے صرف چھو کر معلوم کرلیا اور اپنے انڈے الگ کرلئے۔ یہی نہیں بلکہ اس کی قوت رجولیت کو زیادہ کردیا جاتا ہے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ سورۃ والتین میں لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کے معنی یہ بھی ہیں کہ ہم ہر انسان کو مساوی وزن یا مساوی نمبروں کے ساتھ پیدا کرتے ہیں۔ ایک مضمون میں نمبر کم ہیں تو دوسرے مضمون میں نمبر بڑھا کر پورے کردیتے ہیں۔ یہی بات آپ گونگے بہرے لوگوں میں بھی دیکھیں گے۔ آپ کو لنگڑے آدمی کی تیزی و طراری اور قوت عمل کا بھی اندازہ ہوا ہوگا۔ یہ بات صرف تیمور لنگ کے ساتھ خاص نہ تھی۔ ہم نے ہر ایک لنگ کے ساتھ دیکھی ہے۔ حتیٰ کہ یک چشم کے ساتھ بھی۔ بلکہ یہ بھی دیکھا کہ اس کا تعلق پیدائشی نقص کے ساتھ نہیں بلکہ پیدائش کے بعد کسی وقت بھی اس پر مصیبت آگئی تو اس کو مزید قوت بخش دی گئی۔ ہماری جماعت میں ایک یک چشم ہیں۔ ان سے زیادہ جامع نظر میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ دوستوں میں ایک یک لنگ ہیں' مشہور ہے کہ تنظیم و تربیت و تشکیل و قیادت میں ان کی قوت پانچ سو آدمیوں سے زیادہ ہے۔ ہمارے پانچ چھ مدرس قراء میں سے ایک صاحب کی آنکھ ضائع ہوگئی۔ بڑا سخت حادثہ تھا۔ بہت المناک۔ لیکن آج یہی شخص ان سب میں زیادہ باوقار اور بلند درجات ہے۔

دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ اولاد بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم ہوتی ہیں۔ کسی کو بیٹا بیٹی دونوں' کسی کو بیٹا دیتے ہیں بیٹی نہیں' اور کسی کو بیٹی دیتے ہیں بیٹا نہیں اور کسی کو مطلق اولاد ہی نہیں دیتے۔ اس میں سوال بیٹے ہی کا ہے' بیٹی کا آدمی کو زیادہ غم نہیں ہوتا۔ بیٹے سے نسل چلتی ہے اس لئے اس کی طلب اور خواہش فطری ہے' طبعی ہے اور جس کو نہیں دیا وہ تو محروم القسمت ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا اس میں ایک نظام ہے کہ اولاد نہ دینے میں کیا حکمت ہے وہ تو وہ جانتے ہیں لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ وہ محروم کو بھی محروم نہیں رکھتے کسی دوسرے طریقہ سے اس کی کسر پوری کردیتے ہیں۔ اب آپ ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا محمد علی اور ابوالکلام آزاد تحریک خلافت کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ دنیا جانتی ہے کہ سارے ہند میں ایک آگ لگا دی تھی۔ ہاں تیسرے ایک اور بھی تھے مولانا شوکت علی۔ ان کے بیٹے بھی تھے' بیٹی بھی۔ محمد علی کے صرف بیٹیاں تھیں' بیٹا کوئی نہ تھا اور مولانا ابوالکلام آزاد کے نہ بیٹا نہ بیٹی۔ شوکت علی صاحب کے ہاں نسل چلنے اور نام کی بقا کے لئے بیٹا موجود ہے' ان کو ان تینوں میں سب سے کم مقام دیا گیا۔ محمد علی کے ہاں بیٹا نہیں ہے' اس کو شہرت دی گئی اور عظمت دی گئی۔ بقائے دوام کے لئے بیت المقدس میں جگہ دی گئی۔

مولانا ابوالکلام آزاد کو اولاد مطلق دی ہی نہیں گئی ان کو حکومت دی گئی۔ اردو ادب اور قرآن کی ترجمانی میں ایسا مقام دیا گیا کہ صدیوں تک بھلایا نہیں جاسکتا۔

علماء میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ ایک دوسرے کے مدمقابل تھے۔ ایک کے پاس اولاد میں سب کچھ ہے اور دوسرے کے پاس کچھ نہیں۔ جس کے پاس کچھ نہیں اس کو ایسا قلم اور علم دیا کہ تصانیف کی تعداد ہزار سے اوپر پہنچ گئی۔

مولانا محمود حسن (شیخ الہندؒ) کے بھی اولاد نرینہ نہ تھی۔ سیاست میں جو مقام تھا وہ تھا۔ قرآن مجید کا ترجمہ ان سے لکھا لیا گیا اور اس کو قبول عام بخش دیا گیا۔ یہی معاملہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے ساتھ رہا۔ اولاد نرینہ نہ تھی۔ قرآن کی شرح اور حدیث کی شرح میں وہ مقام بخشا کہ لاکھوں آدمی دن رات دعا کرتے ہیں۔ ان کے برخلاف مولانا مفتی کفایت (مفتی ہند) کے اولاد نرینہ تھی۔ ان کے تصنیفی دائرہ کو چھوٹے چھوٹے چار رسالوں تک محدود رکھا۔ حالانکہ وہ اعلیٰ درجہ کے شیخ الحدیث بھی تھے۔ جناح صاحب (بانی پاکستان) کو اولاد نرینہ نہیں دی ایک پورا ملک دے دیا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب کو بیٹا نہیں دیا صدر جمہوریہ بنا دیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی نسل نہیں چلی۔ چار بیٹیوں پر سلسلہ ختم ہوگیا۔ ان میں تین کو قرآن و حدیث کے میدان میں نامدار بنا دیا۔ شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ سارے ترجموں کی بنیاد ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحبؒ تو مانے ہوئے استاذ زمانہ ہیں۔ چوتھے شاہ عبدالغنی صاحبؒ تھے۔ ان کی اولاد (شاہ اسماعیل شہیدؒ) تھے اس لئے ان کی کوئی تصنیف نہیں مگر خود شاہ اسماعیل شہیدؒ کے اولاد نہیں۔ ان کو جہاد اور شہادت کے ذریعے زندہ جاوید کردیا۔

ہمارے موجودہ زمانے میں مولانا علی میاں (ابوالحسن ندویؒ) اور ڈاکٹر حمید اللہ (پیرس) بے اولاد ہیں۔ ایک کو تصانیف میں دوسرے کو اسلام کی تبلیغ میں ماسور فرمایا۔ علی میاں اور مودودی صاحبؒ دونوں ہم عصر ہیں۔ ایک پاکستان میں تو دوسرے ہندوستان میں۔ لیکن اول الذکر بے اولاد اور ثانی الذکر بااولاد۔ اس لئے علی میاں کو عرب و عجم میں زیادہ بلند فرمادیا۔ علی میاں کے ایک بڑے بھائی بھی تھے مگر بااولاد۔ ان کی شہرت ان کے شہر تک ہی محدود رہی۔

غالب' جگر' میر تینوں ایک ہی زمرہ میں ہیں۔ نہ بیٹا نہ بیٹی۔ زمانہ میں مشہور ہے۔ مولوی عبدالحق بابائے اردو کے اولاد نہ تھی۔ زبان اردو سے ایسا عشق دیا کہ لازوال ہوگئے۔ ڈاکٹر انصاری' خلیق الزماں' شعیب قریشی' عبدالرحمٰن صدیقی' عبدالعزیز انصاری' ترکی طبی مشن کے مشہور ارکان ہیں سب جانباز تھے۔ خلیق' شعیب اور عبدالعزیز کو اولادیں دیں' انصاری کو صدر کانگریس بنا کر مشہور کردیا اور صدیقی کو مارننگ نیوز کا ایڈیٹر بنا کر' یوں مشرقی پاکستان کے گورنر بھی رہے۔

میں کہاں تک شمار کراؤں؟ آپ خود اپنے حلقہ کی فہرست بنا سکتے ہیں۔ بہرکیف میرا خیال ہے کہ آپ اس دعوے کو جھٹلا نہیں سکتے۔ انشاءاللہ!

یہ معاملہ صرف مسلمانوں تک محدود نہیں' خدا تو تمام انسانوں کا خدا ہے۔ خالی مسلمانوں کا تو نہیں' اس کا قدرتی اور رحمتی دستور ایک ہی ہے۔ وہ جس طرح ابوالکلام' اشرف علی' محمد علی پر صادق آتا ہے' اسی طرح نپولین' سکندر اعظم' سقراط' بقراط' افلاطون' ارسطو اور پھر شیکسپیئر اور ٹیگور پر بھی صادق آتا ہے۔ نظر اپنی اپنی' طلب اپنی اپنی۔

موتی لال بڑے آدمی تھے مگر اتنے بڑے نہیں تھے جتنا ان کا بیٹا جواہر لال نہرو ثابت ہوا اس لئے کہ موتی لال کے اولاد نرینہ موجود تھی جواہر لال کو دی نہیں گئی تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کی لڑکی لڑکوں سے بڑھ گئی مگر اس سے نسل تو نہیں چلتی۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے۔ آپ تاریخ کو جس قدر کھنگالتے جائیں گے یہ حقیقت واضح سے واضح ہوتی چلی جائے گی اور حیران تر ہوتے چلے جائیں گے کہ رحمت الٰہی کس طرح اپنا کام کررہی ہے۔

۴۔ والا جاہی سلطنت کے مشہور عالم امام العلماء قاضی الاسلام منصف الدولہ مستقد جنگ صرف دو سال ہی کے تھے کہ یتیم ہوگئے تھے۔ نام آوری کے ساتھ ۳۸ فارسی اردو کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ اسی خاندان کے شاعر اعظم اور والا جاہی خاندان کے اتالیق غلام محی الدین معجز سات سال کی عمر میں یتیم ہوئے تھے۔ مشرقی پاکستان کے سب سے عظیم المرتبت حکیم سید احمد حسین صاحب چھ ماہ کی عمر میں یتیم ہوگئے اور سب سے عظیم مصنف اور مفتی اکبر مولانا سید عمیم الاحسان صاحب دو سال کی عمر میں ان کو پانچ سو کتابوں کا مصنف بنادیا گیا اس لئے کہ یتیم بھی ہیں اور لاولد بھی۔ حکیم صاحب صرف یتیم ہیں لاولد نہیں۔

پروفیسر حبیب شیخ الجامعہ محمد مجیب اور محمد وسیم صاحب وکیل تین بھائی تھے۔ وسیم صاحب لاولد ان کو عظیم تر پاکستان کا ایڈووکیٹ جنرل بنادیا گیا۔ اسی طرح سید جمیل صاحب کے بھائی ابراہیم کئی بچوں کے باپ خود خالی عن الاولاد ان کو پورے پاکستان کا اکاؤنٹ جنرل بنادیا۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی کے بڑے بھائی ڈپٹی عبدالمجید تھے ان کو کوئی جانتا بھی نہیں اس لئے ان کو چار بیٹے دیئے گئے تھے۔ ماجد صاحبؒ کو اس دولت سے محروم رکھا گیا تھا۔ اس نے پہلے تو ان کو اردو کا ادیب شہیر بنادیا گیا پھر قرآن مجید کی تفسیر بے نظیر' اردو بھی اور انگریزی بھی ان کے نام ڈال دی گئی۔ خلیق الزماں' سلیم الزماں کئی بھائی تھے۔ خلیق صاحب کے ماشاء اللہ کئی صاحبزادے' سلیم صاحب کے صرف ایک یا ایک بھی نہیں' ان کو اسلامی دنیا کا سب سے مشہور سائنسدان بنادیا۔ حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی کو اولاد نہیں دی شیخ المہاجرین بنا

دیا۔ دیوبند اور بریلی دونوں چشمے ان سے جاری ہیں۔ مکہ معظمہ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی تھے ان کے بھائی کے اولاد تھی۔ ان کے نہ تھی' ان کو رد نصاریٰ میں وہ مقام بخشا کہ کسی کے مٹانے سے نہ مٹے گا۔ صحابہ کرامؓ میں حضرت ابوہریرہؓ لاولد ہیں ان کو اتنی حدیثیں یاد کرائیں کہ حدیث کے بادشاہ بن گئے۔ حضرت خالدؓ بھی تاریخی اعتبار سے لاولد ہیں مگر ان سے عظیم تر کوئی جرنیل پیدا نہیں ہوا اور شاید ابوعبیدہؓ کے بھی کوئی اولاد نہ تھی اور دوسرا فاتح اعظم ان کو بنا دیا۔ انگریزی کا مشہور ادیب برنارڈ شا کے بھی میرا خیال ہے کہ کوئی اولاد نہ تھی۔ بہرحال عربی کا ادیب اعظم طہٰ حسین تو لاولد تھا۔ شاعر اعظم شوقی بھی۔

ہمارے ہاں مولانا حالی بھی صاحب اولاد تھے۔ سجاد حسین نام تھا۔ اسی (۸۰) سال سے زیادہ عمر پائی۔ شہرت حالی کو بھی دی گئی۔ شبلی سے سیرت النبیؐ لکھائی اور چار دانگ عالم میں مشہور کردیا۔ اس لئے کہ ان کے اولاد نہ تھی۔ یہی حال نواب وقار الملک اور محسن الملک کا ہے ان کے بیٹا تھا۔ اشفاق حسین نام تھا مگر محسن الملک کے کچھ نہ تھا تو ایک لکھائی آیات وبینات اور وہ ان کو زندہ جاوید کرگئی۔

ہر کلیہ میں کچھ مستثنیات ہوتے ہیں مثلاً سرسید احمد خاں' اللہ نے ان کو اولاد بھی دی مقام بھی دیا۔ اسی طرح عرب میں سلطان ابن سعود' شیخ ابن عبدالوہاب' ہمارے ہاں شیخ عبدالحق محدث دہلوی' حضرت مجدد صاحب قدس سرہ صاحب مقام بھی صاحب اولاد بھی۔ اس میں بھی قدرت کا کوئی اصول مخفی ہوگا جس کو ہم ابھی نہیں پاسکے۔ حضرت مجدد صاحب کے سلسلہ میں میرزا مظہر جان جاناں' صاحب اولاد نہیں ہیں مگر وہ خود کیا ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ سارا عالم میرے لئے دست کی طرح ہے۔ عالم مثال میں ان کی مثال نہیں ہے۔ پھر انہی کے خلیفہ حضرت شاہ غلام علی نور اللہ مرقدہ بھی محروم الولد تھے مگر سلسلہ ایسا چلا کہ معلوم ہوتا ہے کہ دو سو سال سے ان ہی کا سکہ چل رہا ہے۔

مدینہ منورہ میں دو بھائی تھے۔ شاہ احمد سعید صاحبؒ دولت اولاد سے مالا مال۔ عبدالغنی صاحبؒ کے صرف بیٹی ان کو ایسا شرف بخشا کہ علمائے دیوبند کے ہاں استاذ الکل قرار پائے۔ لوگوں نے شاہ ولی اللہؒ کی نسبت چھوڑ کر ان کی نسبت اختیار کرلی۔ اس سلسلہ کی مثالیں بے شمار ہیں۔ تاریخ عالم کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ کوئی چاہے تو ہزاروں صفحات کی کتاب لکھ سکتا ہے۔

۳۔ میرا تیسرا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں یتامیٰ کا ایک خاص ڈیپارٹمنٹ ہے۔ جونہی کوئی بچہ یتیم ہوتا ہے وہ فوراً اس محکمہ کی نگرانی میں دے دیا جاتا ہے اور پھر اس کی بطور خاص نگہداشت شروع ہوجاتی ہے اور اس طرح ہوتی ہے کہ وہ ماں باپ والے ہم جولی بچوں سے ممتاز ہوجاتا ہے۔ میرا اس حقیقت پر اس درجہ اعتقاد ہے کہ میں نے بارہا تمنا کی کہ میں اس دنیا سے جلدی رخصت ہوجاؤں۔ تاکہ میرے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہتر انتظام ہوجائے۔ تاریخ نے مجھے بتایا ہے کہ دنیا کے اکابرین و عظام میں اسی (۸۰) فیصد لوگ وہی ہیں جو بچپن میں یتیم ہوگئے۔ دوران مطالعہ میں کتابوں پر نشان لگاتا رہا ہوں لیکن اس وقت کتب خانہ اس حال میں ہے کہ کسی کتاب تک رسائی مشکل ہے۔ لیکن میں کہتا رہا ہوں کہ اس فہرست میں سب سے پہلے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے جن کے والد ماجد پیدائش سے پہلے وفات پاگئے تھے۔ آخری نام میں مولانا محمد علی جوہر کا لیا کرتا تھا لیکن ان کی وفات کو پچاس سال سے زیادہ ہوگئے۔ وہ اپنے والد کی وفات کے وقت دو ڈھائی سال کے تھے لیکن اب میرے سامنے مولانا ابوالحسن ندویؒ کی مثال ہے۔ والد کی وفات کے وقت ان کی عمر دس بارہ برس تھی اور ایسی ہی عمر ان کے جد اکبر و اعظم حضرت علی شیر خداؓ کی تھی جب ان کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ انبیاء علیہم السلام میں ایک نبی ایسے ہیں جن کے والد ماجد کا وجود ہی نہیں۔ لوگ لاولد ہوتے ہیں وہ لاوالد ہیں۔ ان کے ساتھ عجیب معاملہ کیا گیا؟ آسمانوں پر اٹھالیا اور آخر زمانہ میں آسمانوں سے زمین پر نازل کیا جائے گا۔ وہ خود جس طرح عجیب تھے' معاملہ بھی ان کے ساتھ عجیب کیا گیا۔

مولانا محمد علی' شوکت علی کے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ یتیم بچوں میں جو سب سے چھوٹا ہے اس کو زیادہ ممتاز کیا جائے گا' جو اس سے بڑا ہے اس سے کم درجہ میں۔ محمد علی اپنے والد کی وفات پر دو ڈھائی سال کے تھے اور شوکت علی کوئی سات سال کے' ان کو بھی بڑا بنایا گیا مگر اتنا نہیں جتنا محمد علی کو۔

مدینہ منورہ میں ایک حکیم صاحب تھے ان کے داماد کا ہارٹ فیل ہوگیا۔ نوجوان آدمی چھوٹے چھوٹے بچے' پھر اقامہ کی حالت بھی صحیح نہیں' بیوی ہندوستانی اور خود پاکستانی تھے۔ قانونی مشکلات لاینحل۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس طرح حل فرمایا کہ سب حیران ہیں۔ یا تو اقامہ تک نہ تھا یا سب کو تابعیہ بھی مل گیا۔ ہزاروں کی تنخواہ ہوگئی۔

خود میرے دو بھائیوں کا انتقال ہوگیا جوانی میں۔ دونوں کی اولادیں۔ قسم کھا سکتا ہوں کہ میری اولاد سے زیادہ کامیاب و کامگار ہیں حالانکہ دونوں ناخواندہ تھے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں' یوسف حسین خاں' محمود حسین خاں یہ سب بھی یتیم بچے تھے۔ بڑے بھائی نے سنبھالا تھا ایک اپنے ملک کا صدر ہوا ایک وائس چانسلر علی گڑھ تیسرا پاکستان کا وزیر تعلیم بنا۔ یہاں تک پہنچا تھا کہ میرے سرہانے کے شیلف میں ہندوستان کی ایک مختصر تاریخ نظر آگئی۔ ہاتھ میں لی کہ اس میں کچھ نہ کچھ ضرور ملے گا۔ چھ سو صفحات پڑھنے میں کچھ وقت تو ضرور لگا مگر مطلب کی چیزیں بہت مل گئیں بعد میں شاید بھول جاؤں۔ یہ بتلاتا چلوں کہ مرزا غالب پانچ سال کے تھے جب ان کے والد کا انتقال ہوا۔ ان کے مایہ ناز شاگرد اور سب سے پہلے خلیفہ ضیاء الرحمن خان چھ سال کی عمر میں یتیم ہوگئے تھے اور ان کے شاگرد جن کو ہم نے خود دیکھا مرزا سائل کہ ہندوستان میں وہی مرزا غالب کی آخری یادگار تھے۔ چار سال کی عمر میں سایہ پدری سے محروم ہوئے تھے۔ دہلی کے نامور ریاضی دان ماسٹر رام چندر جن کی ریاضی کی کتابیں یورپ میں نہایت حیرت و استعجاب سے دیکھی گئیں' داخل نصاب کی گئیں' نو سال کی عمر میں یتیم ہوئے تھے۔

شہاب الدین تغلق کے بھائی اور بھی موجود تھے مگر سب سے چھوٹا یہ تھا۔ چھ سال کی عمر تھی۔ یہی بادشاہ بنایا گیا۔ فیروز شاہ تغلق سات برس کے تھے جب باپ کا انتقال ہوا چالیس برس شاندار حکومت کی۔ لودھی خاندان کا بانی بہلول لودھی بطن مادر میں تھا کہ باپ کا انتقال ہوگیا۔ ماں کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا کہ مکان کی چھت اچانک گر پڑی جس سے وہ ہلاک ہوگئی مگر اس کے پیٹ میں بچہ زندہ رہا پیٹ چاک کرکے نکالا گیا۔ اس نے اڑتالیس برس حکومت کی۔ یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے دور حکومت میں دہلی کی گرتی ہوئی سلطنت کو سنبھالا اور پھر اس کو ایک مضبوط حکومت کی شکل دی۔

بابر بادشاہ کا باپ ایک بلند عمارت سے گر کر مر گیا تھا۔ بارہ برس کی عمر میں باپ کا جانشین ہوا۔ سارے ہندوستان کو فتح کرڈالا۔ مغل خاندان کی بنیاد ڈال دی۔

سلطان سکندر کے باپ کا انتقال ہوگیا۔ کمسنی میں جانشین بنایا گیا۔ اس نے بیس سال حکومت کی۔ اس کے عہد میں کشمیر میں علم و عمل اتنا بڑھا کہ کشمیر بغداد و خراساں کا نمونہ بن گیا۔ پوری تاریخ میں اس بادشاہ کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ محمد شاہ سات سال کی عمر میں باپ کا جانشین ہوا۔ پچاس سال حکومت کی۔

سلطان احمد شاہ (تاریخ گجرات) دادا کا پوتا جانشین ہوا (باپ نہیں ہوا) احمد آباد اسی نے آباد کیا ہے۔ اسی کے زمانہ میں لاکھوں لاکھ غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ۳۲ سال حکومت کی۔ بہمنی سلطنت (دکن) میں بہمنی کی عمر بوقت وفات والد سات سال تھی۔ ۹ سال کی عمر میں جانشین ہوا۔ ۲۰ سال حکومت کی۔

اس سلسلہ کی سب سے مشہور مثال اکبر بادشاہ ہے۔ جس نے افغانستان سے لے کر جنوبی ہندوستان تک اور گجرات سے لے کر بنگال تک کا سارا علاقہ اپنی وسیع حکومت میں شامل کرلیا تھا۔ اسی لئے اکبر اعظم کہلایا۔ ۱۳ سال کی عمر میں باپ کا جانشین ہوا تھا۔

تاریخ کی کتابیں اس وقت سامنے نہیں ہیں مگر خوب یاد ہے کہ محدثین میں' تابعین میں' ادھر ادھر یورپ اور امریکہ کے روسا جمہوریہ اور سائنس دانوں میں بہت لوگ ہیں جو اس فہرست میں آسکتے ہیں۔ خود امام بخاریؒ اور علاوہ ازیں حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ بھی اسی فہرست میں ہیں۔

اردو کے مایہ ناز ادیب اور لاکھوں کے پیر خواجہ حسن نظامی ۱۲ سال کی عمر میں یتیم ہوئے۔ مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی ان کے بارے میں صاحب نزہۃ الخواطر نے لکھا

ہے کہ جہاں تک آپ کے کشف و کرامات کا تعلق ہے وہ حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں اور اسی بارے میں اولیاء متقدمین میں بھی سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے علاوہ اور کوئی نظیر نہیں ملتی۔ گیارہ سال کی عمر میں یتیم ہوئے تھے۔

یتیموں کی ایک قسم اور بھی ہے جو آپ کو عجیب معلوم ہوگی۔ مگر آپ اس پر صاد کریں گے۔ ایسے بچے جو اپنے ماں باپ سے جدا ہوگئے یا جدا کردیئے گئے وہ جانتے ہی نہیں کہ ان کے ماں باپ کون ہیں۔ لوگوں نے کہیں سے پکڑ لیا اور غلام بنا کر بیچ ڈالا نہ انہیں ماں کی مامتا ملی نہ باپ کی شفقت نہ تعلیم و تربیت۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بھی یتیم ہیں اور دیکھتا ہوں کہ قدرت ان کے ساتھ بھی یتیموں کا سا سلوک کرتی ہے۔ ان میں سب سے پہلے یوسف علیہ السلام ہیں۔ ان کے گیارہ بھائی اور بھی ہیں مگر بھائیوں کے حسد کا شکار ہو کر باپ سے جدا کردیئے گئے۔ بن باپ کے ہوگئے ان کو جو درجہ ملا کسی بھائی کو نہیں ملا۔ اس طرح حضرت زید بن حارثہؓ ہیں جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا متبنیٰ بنایا تھا۔ غلام تھے۔ غلام بنا کر فروخت کردیئے گئے تھے۔ اس طرح لاولد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا درجہ دیا کہ قرآن پاک میں ان کے سوا کسی صحابی کا نام ہی نہیں آیا۔ انہی میں حضرت بلالؓ ہیں ان کو جو مقام ملا وہ بھی معلوم ہے۔ محمود غزنوی سب سے بڑا فاتح ہے کیسا عظیم الشان انسان ہے لیکن ایک ایسے ہی غلام کا بیٹا ہے جس کو سلطان وقت نے خرید لیا تھا۔ خاندان غلاماں کا بانی قطب الدین ایک نوعمری میں فروخت کردیا گیا تھا۔ یہی حال شمس الدین التمش کا ہے۔ اس کو خود اس کے بھائیوں نے فروخت کردیا تھا۔ قطب الدین، شمس الدین فی الحقیقت اسلامی تاریخ ہند کے شمس و قمر ہیں۔ ہر اعتبار سے بلند و بالا مگر ان دونوں کے بیٹے غلام نہیں ہیں حکمرانی میں ناکام رہتے ہیں۔

پھر ایک غیاث الدین آتا ہے وہ بردہ فروشوں سے خریدا گیا تھا۔ اس میں حکمرانی اور جہاں بانی کی بے نظیر قابلیت موجود تھی۔ اس نے وزیر اعظم کی حیثیت سے اور پھر بادشاہ کی حیثیت سے مسلسل چالیس سال حکومت کی۔ ہندوستان میں صدیوں بعد اس کے زمانہ میں لوگوں نے امن و امان کا دور دیکھا۔

سلطان ناصر الدین، سلطان شمس الدین کا فرزند ہے لیکن خود اس کا کوئی فرزند نہیں اس لئے امتیاز کا مستحق تھا پس تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ ایسا درویش صفت بادشاہ ہوا ہے جس کی شان ہندوستان کی تاریخ میں نایاب ہے۔ اس نے ساری عمر اپنے ذاتی خرچ کے لئے حکومت کے خزانے سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا۔ وہ قرآن مجید کی کتابت کی اجرت سے غریبوں جیسی زندگی بسر کرتا تھا۔

ملایا انڈونیشیا میں موذن کو "مستقلاً" بلال کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کے حجرہ پر لکھا رہتا ہے کہ کمرۂ بلال۔ دس کروڑ کی مسلم آبادی میں کم از کم ایک لاکھ مسجدیں ہوتی ہیں۔ اگر ایک ہزار آدمی کے لئے ایک مسجد مانی جائے۔ اس طرح وہاں ایک لاکھ آدمی بلال کہلاتے ہیں۔

اب تاریخ کی طرف آیئے تو آپ دیکھیں گے کہ عربوں میں بے شمار علماء، امراء، غلاموں میں پیدا ہوئے ہیں۔ بغداد کی تاریخ ملاحظہ ہو تو معلوم ہوگا کہ دو صدی کے بعد وہاں کی تاریخ خلفاء کی تاریخ نہیں غلاموں کی تاریخ ہے۔ یہی حال مصر کا ہے جہاں آگے چل کر حکومت ہی غلاموں کی قائم ہوگئی۔

تاریخ عالم دیکھیں یا اپنے گردوپیش کے حالات پر نظر ڈالیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا ان ہی چار اصولوں پر چل رہی ہے کہ کسی میں جسمانی نقص پیدا ہوگیا ہے تو اس کی کسر کو پورا کیا جارہا ہے۔ کسی کے اولاد نرینہ نہیں تو اس کو کسی دوسرے انعام سے نواز رہے ہیں۔ کسی کے باپ کو اٹھا لیا تو اس کے بچوں کو اس کے ہم جولیوں سے ممتاز فرما رہے ہیں۔

اسی طرح کوئی بوجہ غلامی بردہ فروشی والدین سے محروم ہوگیا تو اس کی تسلی کی جارہی ہے۔ میں اپنے خاندان کو دیکھوں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے تین ماموں تھے۔ تینوں صاحب اولاد۔ سب سے چھوٹے عین جوانی میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے۔ بڑے ماموں کے بچوں کے مقابلہ میں تو یہ بہت ممتاز ہیں مگر منجھلے ماموں کی اولاد کے مقابلہ میں کوئی خاص فضیلت معلوم نہیں ہوتی۔ ہاں ایک بات ہے کہ ان بچوں کو سب سے پہلے دادا بنادیا گیا۔ دوسروں کو یہ بات حاصل نہیں ہماری دوسری والدہ کے اعتبار سے چار ماموں تھے۔ تین صاحب اولاد ایک نرینہ اولاد سے محروم۔ مگر ان چاروں میں ایک خواندہ آدمی تھے۔ پہلا امتیاز، دوسرا امتیاز یہ کہ تبلیغ میں لگ گئے سر میں محترم و معزز ہوگئے۔ تیسرا امتیاز ان کی بچی سارے شہر کی عورتوں میں تعلیم و تبلیغ میں درجہ خاص عطا فرمادیا۔ ہمارے والد کے ماموں بھی چار تھے۔ اولاد سب کے ہوئی۔ بڑے ماموں کے ایک ہی بیٹے تھے۔ جوانی میں داغ مفارقت دے گئے۔ انگریزی، عربی، فارسی تینوں زبانوں کے استاد تھے۔ ایک یہ امتیاز تھا دوسرا سارے بھائیوں میں حافظ قرآن تھے۔

ہمارے ابا کے نانا تین بھائی تھے۔ دو کی خوب اولادیں۔ تیسرے کی بس ایک بچی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم بنات کے لئے ایسا قبول فرمایا کہ ہزاروں کی استانی بن گئیں۔ ابا کے نانا کے والد سات بھائی تھے۔ سب صاحب اولاد ماسوائے عبداللہ خان کے۔ ان کو شہر کا کوتوال بنا کر مشہور کردیا۔ بلکہ ایسا کوتوال کہ نواب یوسف علی خاں (نواب رامپور) انگریزوں سے مانگ کر اپنے ہاں لے گئے۔

مولانا محمد علی جوہر کے والد سات بھائی تھے۔ مگر عبدالعلی خاں سب سے چھوٹے اور ۲۷ برس کی عمر میں انتقال کرگئے۔ اللہ نے ان کی اولاد کو دنیا بھر میں مشہور کردیا۔ جوہر کی والدہ بی اماں غدر کی ماری ہوئی تھیں۔ ان کے گھر میں ایک ہی دن میں سو تختیاں اتاری گئی تھیں یعنی سو آدمی شہید ہوئے تھے۔ انگریزوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے۔ اس لئے انگریز اس خاندان کے جانی دشمن تھے۔ بی اماں کے والد نے جنگلوں میں چھپ کر جان بچائی۔ ساری عمر روپوش رہے۔ لوگ ان کا نام بھی نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اکلوتی بچی کو وہ مقام بخشا کہ سارے ہندوستان کی ماں بن گئیں۔ ایسی محبت اور ایسی عظمت ہندوستان کی کسی عورت کو حاصل نہیں ہوئی۔

مولانا محمد الیاس صاحبؒ امیرالتبلیغ و بانی تبلیغ نے دو نوجوانوں کے بارے میں اس قسم کا فقرہ فرمایا تھا کہ یہ لوگ بہت کام کریں گے بات سچی ہوئی۔ ایک مولانا عبیداللہ بلیاوی اور دوسرے مولانا سعید خاں سہارنپوری، مولانا عبیداللہ نے بھی بہت کام کیا۔ ملک عرب کے کام کے بانی وہی ہیں مگر مولوی سعید خاں کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی عجیب صفت عطا فرمائی ہے کہ لاکھوں میں بھی ایک ایسا آدمی نہیں ہوتا۔ وہ اس وقت نہ صرف ملک عرب بلکہ یورپ و امریکہ سب کے امیر بنے ہوئے ہیں۔ میں نے حسب عادت ان کے پاس جاکر اصول رابعہ کے سلسلہ میں کرید کی تو معلوم ہوا کہ وہ پیدائشی یتیم ہیں۔ جس دن پیدا ہوئے اسی روز باپ وفات پاگئے۔ اولاد نرینہ سے محروم ہیں۔ بھائیوں میں سب سے چھوٹے ہیں۔ برخلاف اس کے مولانا عبیداللہ صاحب کے والد اب تک زندہ تھے اور ان کو اللہ نے اولاد نرینہ سے بھی نوازا تھا۔ بھائیوں میں سب سے بڑے۔

میرے ایک ماموں زاد بھائی ہیں غضب کے آدمی وہ پہلے بھی تھے لیکن جب سے حادثہ میں ٹانگ جاتی رہی۔ غضب بالائے غضب ہوگئے ہیں۔ تیس تیس چالیس چالیس آدمیوں کا اسی ایک ٹانگ سے مقابلہ کرتے ہیں۔ سارا محلہ توبہ کرتا ہے۔ میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ جب بھی کسی ممتاز آدمی سے ملیں، اسی فیصد تک ان چار باتوں میں سے کوئی ایک بات ضرور ہوگی۔ جس کی وجہ سے قدرت نے انہیں دوسروں سے امتیاز بخشا ہے۔ جہاں تک خوشحالی اور اولاد کا تعلق ہے اس میں میرا خیال ہے کہ ماں باپ کی دعاؤں اور بہنوں کی پرورش اور خدمت کا بہت اثر ہوتا ہے۔

(بشکریہ امر شالاہور شوال المکرم ۱۴۰۶ھ)

●●

بقیہ۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو یہ عزت اور فضیلت حاصل ہے کہ وہ تمام دنیا میں سب سے پہلے ایمان لائیں اور ہر قسم کے رنج و مصائب میں آپ ﷺ کی امداد و اعانت کی۔ حضرت جبرائیلؑ نے اللہ تبارک و تعالیٰ اور خود اپنی طرف سے بھی سلام پیش کیا اور جنت میں ایک موتی کے محل کی خوشخبری سنائی ارشاد نبوی ہے کہ "زمین و آسمان کی بہترین عورتوں میں حضرت خدیجہؓ ہیں" آپؓ عقل و دانش و بلند بختی کے زیور سے آراستہ تھیں ان کی دانشمندی کی ایک بہت بڑی مثال یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو اپنی تجارت کے لئے پسند کیا تھا۔

از۔ مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

مسئلہ کفارہ اور اس کی حقیقت

تردید عیسائیت کے موضوع پر مدلل تحریر‘ عیسائی حضرات اسے غور سے پڑھیں

عیسائی پوپ اور پادری صاحبان کہتے ہیں کہ۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو کامل راستباز پیدا فرما کر اسے باغ عدن میں رکھا اور حکم دیا کہ ہر پھل کھا سکتے ہو۔ مگر اس نیک و بد کی تمیز کے درخت سے نہ کھانا۔ آدم کے ساتھ اس کی بیوی حوا بھی تھی۔ شیطان نے پہلے حوا کو بہکا کر یہ پھل کھلا دیا۔ پھر اس کے ورغلانے سے آدم نے بھی کھالیا۔ جس سے اس کی کاملیت ختم ہو گئی اور وہ مجرم قرار پاگئے۔ اس کے نتیجے میں ان کو باغ عدن سے نکال کر زمین میں آباد کیا گیا کہ محنت و مشقت سے اپنے خورد و نوش کا انتظام کرو۔ پھر یہی گناہ ان کی اولاد میں موروثی طور پر آگیا اور اسی گناہ کی وجہ سے ان میں موت کا سلسلہ بھی وارد ہو گیا۔ ان کے بعد ان کی تمام اولاد اسی گناہ میں ملوث ہے‘ جس کے ازالہ کی کوئی صورت نہ تھی۔ بالآخر خدا نے مخلوق پر رحم کرتے ہوئے اپنے اکلوتے بیٹے یسوع کو بھیجا تاکہ وہ اپنی جان کو صلیب پر دے کر اس گناہ کا کفارہ بنے۔ لہٰذا اب جو شخص مسیح کے کفارہ اور فدیہ پر ایمان لائے گا وہی نجات پائے گا۔ باقی کسی کو بھی نجات نہیں مل سکتی۔"

اس نظریے کو یہ لوگ عقیدہ کفارہ و نجات کہتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ۔

"اگر آدم سے اغوائے شیطانی سے یہ لغزش ہو بھی گئی تو اس کا ردعمل اور سزا بھی ساتھ ہی سنادی گئی۔"

(کتاب پیدائش ۳:۱۶‘۲۰)

لہٰذا سزا کے بعد یہ گناہ باقی نہ رہا۔ جیسے کہ خود انجیل میں لکھا ہے۔

"آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی لیکن اولاد ہونے سے نجات پائے گی۔"

(۱ تیمتھیس ۲:۱۴‘۱۵)

یعنی اس سے جو گناہ صادر ہوا خدا نے اس پر فرد جرم لگائی کہ تو درد زہ کے ساتھ جنے گی۔ لہٰذا وہ مجرم سزا پاکر جرم سے پاک ہو جائے گی۔ اسی طرح باقی مجرم بھی اگر ماخوذ ہوں تو اپنی اپنی سزا بھگت کر نجات پالیں گے۔

"خدائے رحیم ایسا نہیں کہ وہ کوئی گناہ معاف ہی نہ کر سکے۔ بلکہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ گناہگار کو توبہ کی توفیق دے کر اس کو پھر بحال فرما دے۔"

(رومیوں ۱۱:۳۲‘۳۳)

وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ تو خود کہتا ہے۔

"کیا مجھ میں نجات دینے کی قدرت نہیں۔"

(یسعیاہ ۵۰:۲‘۴۳:۱۳)

اول تو موروثی گناہ کا ساری بائبل میں کوئی تصور ہی نہیں۔ ورنہ ہر نبی اس کو پہلے بیان کرتا حتیٰ کہ توحید سے بھی پہلے۔ مگر ایسا کہیں نہیں دکھلایا جاسکتا۔ حتیٰ کہ حضرت مسیح بھی سب سے اہم مسئلہ توحید الٰہی کو ہی بتلاتے ہیں۔ دیکھئے۔ متی ۲۲ مرقس ۱۲ لوقا ۱۰ وغیرہ۔

کوئی انسان اگر کسی پر ناراض ہو جائے تو وہ کچھ مدت کے بعد راضی ہو جاتا ہے تو خالق کائنات جس کو عیسائی کہتے ہیں کہ وہ ہے بھی "محبت" وہ اپنی مخلوق پر کیوں راضی نہ ہوگا۔ بائبل میں سینکڑوں مرتبہ اس نے اپنی ابدی شفقت و رحمت کا ذکر فرمایا ہے کہ اس کی شفقت ابدی ہے (زبور ۱۳۶) نیز وہ قربانی پر رحم کو پسند کرتا ہے (متی ۱۲:۷ و یسعیاہ ۱:۱۱) اسی لئے ایک مرتبہ مسیح نے اس مسئلہ کو جتلایا بھی تھا۔ حوالہ بالا۔

سنگین سے سنگین جرم کا اثر بھی صرف تیسری چوتھی پشت تک رہتا ہے (خروج ۳۴:۷) اس سے اوپر نہیں تو اگر کوئی موروثی گناہ تھا بھی تو وہ آدم کی چوتھی پشت کا ختم ہو گیا ہے۔ اب اس زمانہ تک اس کا ڈھنڈورا کیوں پیٹا جارہا ہے۔

وہ تو خدائے رحیم ہے۔ اس نے تو اپنی پیاری امت اسرائیل کے بار بار جرموں کو معاف کر دیا۔ حتیٰ کہ بچھڑا پرستی بھی معاف کر دی۔ اس شرک سے بڑھ کر کون سا جرم ہو سکتا تھا؟

دیکھئے احبار کی کتاب میں صاف لکھا ہے کہ۔

"ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو تمہیں پاک کرنے کے لئے کفارہ دیا جائے گا۔ سو تم اپنے سب (موروثی و غیر موروثی۔ ناقل) گناہوں سے خداوند کے حضور پاک ٹھہرو گے۔" (۱۶:۲۹‘۳۰)

بتلایئے اب کوئی بھی گناہ کہاں باقی رہا۔

عیسائی کہتے ہیں کہ فدیہ اور کفارہ کوئی گنہگار نہیں دے سکتا تھا‘ اس لئے صرف مسیح (جو کہ بے عیب تھے) ہی اس کے لائق ہے۔ مگر ان کی بائبل اس کے خلاف ہے۔ وہ اعلان کرتی ہے کہ۔

"جو عورت سے پیدا ہوا وہ کیونکر پاک ہو سکتا ہے۔"

(ایوب ۲۵:۴)

مسیح بھی تو عورت سے پیدا ہوئے۔

جو مسیح نے اقرار کیا کہ تم مجھے بے عیب کیوں کہتے ہو۔ نیک یعنی بے عیب تو صرف ایک ہی ہے۔ لہٰذا اس ضابطہ کے مطابق مسیح بھی فدیہ نہیں بن سکتے۔ ان سے بڑھ کر تو یحییٰ فدیہ کے لائق تھے۔ کیونکہ خود مسیح نے ان سے بپتسمہ لیا تھا (متی ۳:۱۳‘۱۷۔ مرقس ۱:۴‘۹) جب وہ فدیہ نہ ہوئے تو ان کے بعد دوسرا کون ہو سکتا ہے۔

تمہارا یہ ضابطہ کہ بے عیب اور کامل راستباز ہی فدیہ ہو سکتا ہے۔ بائبل کے خلاف ہے۔ دیکھئے۔

"شریر صادق کا فدیہ ہوگا اور دغاباز راستبازوں کے بدلہ میں دیا جائے گا۔"

(امثال ۲۱:۱۸)

"شفقت اور سچائی سے بدی کا کفارہ ہوتا ہے۔"

(امثال ۱۶:۶)

"آدمی کی جان کا کفارہ اس کا مال ہے۔" (۱۳:۸)

علاوہ ازیں خود بائبل نے بے شمار لوگوں کو کامل‘ راستباز اور خدا کے ساتھ چلنے والا فرمایا ہے۔ آخر وہ کیوں فدیہ نہ بنے۔ ذرا شمسوں کی پاکباز اور راستبازی دیکھئے جو ماں کے پیٹ ہی سے پاک تھے۔ کتاب قضاۃ۔

ابدی اور موروثی گناہ کا تصور خدائی قانون اور حکمت کے خلاف ہے۔ سنئے۔

"جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا۔"

(حزقی ایل ۱۸:۲۰)

ایسے ہی کتاب استثناء ۲۴:۱۶ بھی ملاحظہ فرمایئے۔

"معلوم ہوا کہ اگر آدم نے لغزش کھائی تو موت کا شکار وہی ہوں گے۔ ان کے بیٹوں میں موت کا اثر نہ ہوگا۔"

ہمارے عقیدہ میں آدمؑ نے لغزش کے بعد توبہ کرلی تھی لہٰذا ان کا جرم معاف کر کے ان کو اصل کاملیت پر بحال کر دیا گیا ہے۔ دیکھئے قرآن مجید ۲:۳۷۔ اور یہی ضابطہ بائبل سے بھی سماعت فرمایئے۔

"لیکن اگر شریر اپنے تمام گناہوں سے جو اس نے کئے ہیں باز آئے اور میرے سب آئین پر چل کر جو جائز اور روا ہے کرے تو وہ یقیناً زندہ رہے گا وہ نہ مرے گا‘ وہ سب گناہ جو اس نے کئے‘ اس کے خلاف محسوب نہ ہوں گے۔"

(حزقی ایل ۱۸:۲۱‘۲۲)

خداوند قدوس فرماتے ہیں کہ۔

"اور میں جس پر مہربان ہونا چاہوں گا مہربان ہوں گا اور جس پر رحم کرنا چاہوں رحم کروں گا۔" (خروج ۳۳:۱۹)

پولوس رسول مزید وضاحت کرتا ہے کہ۔

"کیونکہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے کہ جس پر رحم کرنا منظور ہے اس پر رحم کروں گا اور جس پر ترس کھانا منظور ہے اس پر ترس کھاؤں گا۔ پس یہ نہ ارادہ کرنے والے پر منحصر ہے۔ نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے خدا پر۔" (رومیوں ۹:۱۵،۱۶)

تو جب بخشش اور رحم خدا کی مرضی پر موقوف ہے تو اس میں مسیح کی مشقت و محنت اور صلیب کا کیا دخل ہے۔ خدا کو ہر طرح کی قدرت اور اختیار حاصل ہے۔ وہ کسی سبب یا مخلوق کا محتاج نہیں ہے۔

عیسائیوں کو مسیح کے کفارہ پر بڑا فخر اور ناز ہے کہ ہم مفت میں نجات پا جائیں گے۔ باقی پھنس جائیں گے۔ مگر معاملہ اس کے برعکس ہے۔ وہاں تو مسیح ان کو کچھ اور ہی سنائیں گے۔ لکھا ہے۔

"تم (اے عیسائیو) باہر کھڑے ہوئے دروازہ کھٹکھٹا کر کہو گے کہ خداوند ہمارے لئے کھول دے وہ کہے گا میں تم کو نہیں جانتا کہ کہاں کے ہو۔ تم کہو گے کہ ہم نے تیرے روبرو کھایا پیا۔ تو نے ہمارے بازاروں میں تعلیم دی۔ مگر وہ کہے گا میں تم سے کہتا ہوں کہ میں نہیں جانتا تم کہاں کے ہو۔ اے بدکارو تم سب مجھ سے دور رہو۔ تم ابراہیم، اضحاق، یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہت میں شریک ہوتے اور اپنے آپ کو باہر نکالا ہوا دیکھو گے۔"

(لوقا ۱۳:۲۵ تا ۲۸۔ متی ۷:۲۱ تا ۲۳ وغیرہ)

عیسائیو! یہ ہے تمہارا انجام غور کرلو۔

اب بتلایئے تمہارے کفارے نے تمہیں کیا فائدہ پہنچایا۔

پیارے بھائیو! اصل بات اور ضابطہ یہی ہے کہ موروثی گناہ اور فدیہ و کفارہ کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ ہر نبی اپنی اپنی امت کو نجات ہی کا پیغام دینے آیا تھا جو کہ توحید الٰہی اور اعمال صالحہ پر منحصر ہے۔ جو ان اصولوں کو اپنا لے گا وہی نجات یافتہ ہے۔ دیکھئے۔

"نجات توبہ اور خدا خوفی پر منحصر ہے۔" (لوقا ۱۵:۷ تا ۲)

"فرمانبرداروں کے لئے ابدی نجات ہے۔" (عبرانیوں ۵:۹)

"اس کی نجات اس سے ڈرنے والوں کے قریب ہے۔" (زبور ۸۵:۹)

ان رحمت اللہ قریب من المحسنین۔ (۷:۵۶)

"راست بازی کے سبب نجات پائیں گے۔" (یسعیاہ ۱:۲۷)

نیز دیکھئے زبور ۳۷:۳۹۔ یوایل ۲:۳۲۔ اعمال ۲:۳۸۔

"گنہگار، باغی اور بدعمل کی نجات نہ ہوگی۔"

حوالہ جات کے علاوہ مزید سنئے۔

"جب راستباز ہی مشکل سے نجات پائے گا تو بے دین اور گنہگار کا کیا ٹھکانا۔" (پطرس ۴:۱۸)

"شریروں کا انجام ہلاکت ہے۔" (زبور ۳۷:۳۸)

"شریر بے سزا نہ چھوٹے گا۔" (امثال ۱۱:۲۱)

"کیا تو بے سزا چھوٹ جائے گا۔" (یرمیاہ ۴۹:۱۲)

مسیح نے اعلان فرمایا۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک تو کوڑی کوڑی ادا نہ کرے گا وہاں سے ہرگز نہ چھوٹے گا۔" (متی ۵:۲۶)

نیز لوقا ۱۲:۵۹ میں اس سے بھی وضاحت ہے۔

اسی طرح بیشتر مقامات پر نجات کا انحصار مسئلہ توحید اور اعمال صالحہ پر قرار دیا ہے نہ کہ کسی موروثی گناہ اور کفارہ و صلیب پر۔ دیکھئے متی ۱۹:۱۶ تا ۲۰۔ مرقس ۱۲:۲۸ تا ۳۴۔ لوقا ۱۰:۲۵ تا ۲۸ وغیرہ۔ یوحنا ۳:۳۶۔

اس لئے ہم نہایت دردمندی اور خلوص سے عیسائی بھائیوں کی خدمت میں دعوت حق پیش کرتے ہیں کہ آیئے رحمت دوعالم منجی دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اطہر سے وابستہ ہوکر حقیقی معنوں میں مسیح کو پالو۔

مسیح کے منجی ہونے کا مفہوم

قارئین کرام! اوپر آپ نے عیسائیوں سے نجات کا مفہوم بواسطہ موروثی گناہ اور فدیہ و کفارہ سن لیا۔ اب آپ براہ راست اور ڈائریکٹ مسیح کی زبانی نجات کا مفہوم سنئے۔

"جس طرح تو نے مجھے بھیجا (توحید اور اعمال صالح کی تلقین کے لئے) اسی طرح میں نے ان کو بھیجا۔" (یوحنا ۱۷:۱۸)

پطرس کہتا ہے کہ۔

"خدا نے اپنے خادم (مسیح کو) اٹھا کر پہلے (یعنی آخر الزمان سے پہلے) تمہارے پاس بھیجا تاکہ تم میں سے ہر ایک کو اس کی بدیوں سے پھیر کر برکت دے۔" (اعمال ۳:۲۶)

پولوس کی گواہی۔

"مسیح کو خدا نے مالک (ہادی) اور منجی بنا کر اپنے داہنے ہاتھ سے سربلند کیا تاکہ اسرائیل کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے۔" (اعمال ۵:۳۱)

"چھڑانے والا صیحون سے نکلے گا اور بے دینی کو یعقوب (اسرائیل و یہود) سے دفع کرے گا اور ان کے ساتھ میرا یہ عہد ہوگا جبکہ میں ان کے گناہوں کو دور کروں گا۔" (رومیوں ۱۱:۲۶،۲۷)

ف ملاحظہ فرمائیں کہ کتنی وضاحت سے نجات کا مفہوم بیان کردیا گیا کہ نبی اور پیغمبر نجات اور مغفرت کے اسباب و وسائل بتانے اور تلقین کرنے کے لئے آتے ہیں، نہ کہ خود اپنی مرضی سے پکڑ کر داخل جنت کردیتے ہیں، یہ منصب تو خود خدائے رحیم کا ہے۔ دیکھئے متی ۲۰:۲۳۔ مرقس ۱۰:۴۰ وغیرہ۔ یسعیاہ ۴۳:۱۱، ۴۵:۲۲ وغیرہ۔ انبیاء تو راہ نجات بتلانے آتے ہیں۔ اختیار خدا کے پاس ہے۔ دیکھئے یوحنا ۱۷:۳، ۲۲، ۲۴۔ ورنہ کوئی بھی یہودی مسیح کا منکر نہ رہتا۔

حقیقی مغفرت اور نجات

"تاکہ اس کی امت کو نجات کا علم بخشے جو ان کو گناہوں کی معافی سے حاصل ہو۔ یہ ہمارے خدا کی عین رحمت سے ہوگا۔" (لوقا ۱:۷۷)

نیز خدا کی کرمنوازی ایک مخصوص امت پر بلا کفارہ یہ ہوگی۔

"میں ان کی بدکاری کو بخش دوں گا اور ان کے گناہ کو یاد نہ کروں گا۔" (یرمیاہ ۳۱:۳۴)

حرف آخر

یہ مختصری تحریر جو حق اور انصاف پسند انسانوں کے لئے مینارہ نور اور ذریعہ ہدایت ہے، اس کی مزید تفصیل بھی ہوسکتی ہے۔ اللہ اس کو ہر بھولے بھٹکے فرزند آدم کے لئے ذریعہ ہدایت و نجات بنائے (آمین ثم آمین)۔ ●●

بقیہ۔ علامات قیامت

وقت آئے گا کہ لوگ گناہ کو گناہ نہیں سمجھیں گے بلکہ اس پر فخر کریں گے اور اس وقت نیکی کرنا مشکل ہوجائے گی۔ اس طرح موجودہ زمانے کے لوگوں نے ماضی میں گزری ہوئی عظیم ہستیوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بھی بنایا ہوا ہے حتیٰ کہ لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس ہستیوں کو بھی معاف نہیں کیا غیر مسلم تو کیا نام نہاد مسلمانوں نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراضات شروع کردیئے ہیں وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ہماری دین و ایمان کا جز ہیں اور قرآن و حدیث میں ان کا نام انکی عظمت کا تذکرہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراضات قرآن و حدیث کے صریح بیان سے انکار ہے۔ یہ تمام مذکورہ بدکاریاں عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہیں آئے دن لوگ حادثات قتل و غارت گری کا شکار ہوتے جارہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ علامات ظہور پذیر ہونے لگی ہیں۔ خداوند تعالیٰ ہمیں ان بدکاریوں سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دنیا کی ذلت اور رسوائی سے محفوظ و مامون فرمائے۔ امت مسلمہ کو متحد و منظم اور ایمان و یقین میں پختگی عطا فرمائے۔ آمین۔

از۔ مولانا محبوب الرحمٰن ازہری

قادیانیت الشیطان کا سفر

قادیان ایک قصبہ ہے جو اب ضلع گورداسپور (پنجاب) کی تحصیل بٹالہ میں ہے پہلے صرف گاؤں تھا۔ ایک متمول متعصّر مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر میں ایک لڑکے کی ولادت ہوئی جس کا نام مرزا غلام احمد رکھا گیا۔ اسی لڑکے نے آگے بڑھ کر قادیان کو شہرت بخشی اور اسی کو پہلے دمشق کا ہمسر کہا پھر بیت المقدس اور مکہ کا مقابل بنا دیا۔ وہاں کا سفر' سفر حج سے افضل قرار دیا گیا۔ بظاہر وہاں کے باشندے اسی مناسبت سے قادیانی کہلائے اور خود مرزا غلام احمد کے ساتھ قادیانی کا لفظ ایسا چپکا کہ وہ ایک دین 'ایک مذہب' ایک جماعت کا لقب ہو گیا اور کسی کو بھی قادیانی کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ وہاں کا باشندہ ہے بلکہ ایک خاص عقیدہ کا حامل ہونے سے ہی قادیانی کہلاتا ہے۔

سفر قادیان بھی اسی مناسبت سے عنوان قائم کیا گیا ہے۔ ورنہ اس سرزمین کا خواب و خیال میں بھی میں نے نظارہ نہیں کیا۔ اتنا جانتا ہوں کہ امرتسر سے ایک برانچ لائن بٹالہ قادیان جاتی ہے۔ بس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ مرزا جی کا خواب کہ قادیان مکہ ہو گا شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ خاص گورنمنٹ برطانیہ نے جس کی خدمت کے لئے مرزا جی نے زندگی گزاری تھی۔ تقسیم ہند کے وقت خط کھینچنے میں قلم کو ایسی جنبش دی کہ قادیان ہندوستان کی طرف پڑ گیا۔ برطانیہ کی مصلحت جو بھی رہی ہو مگر قدرت نے اس کو پاکستان میں جانے سے روک لیا اور قادیان کا نام و نشان رہ گیا ورنہ ربوہ کی طرح یہ بھی طاق نسیان کا شکار ہو جاتا۔

مرزا جی کی پیدائش کی تاریخ کے بارے میں جہاں تک تلاش کیا گیا ۱۸۳۵ء۔۱۸۴۵ء کے درمیان معلوم ہوتی ہے۔ اس کو صیغہ راز میں رکھنے کی وجہ یہی تھی کہ ان کی پیشین گوئی "اسی سال یا اس سے کچھ کم یا زیادہ عمر ہوگی" کو مرتے وقت صحیح کر لیا جائے لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ دوسری پیشین گوئیوں کی طرح اس میں بھی مرزا جی فیل ہو گئے اور مئی ۱۹۰۸ء میں تشریف لے گئے۔ یعنی اگر ۱۸۳۵ء ہی مان لیا جائے تو بھی ۷۳ سال ہوئے جو کسی طرح بھی اس کے قریب نہیں کہے جاویں گے۔

ایک جملہ معترضہ لکھنا ضروری ہے کہ اپنے بچپن میں جب بھی مرزائی کا لفظ سنتا تھا (اس وقت یہی لقب رائج تھا) تو میرا تخیل یہ تھا کہ کچھ لوگ مرزائی (جو روئی کی بنڈی یا جاکٹ ہوتی تھی) پہنتے ہوں گے ان کو مرزائی کہا جاتا ہے۔

دھیرے دھیرے سمجھ میں آیا کہ ایک مذہب ہے۔ اور سب سے پہلے مصر پہنچ کر کلیہ اصول الدین میں دو قادیانی داخل ہونا چاہتے تھے تو اندازہ ہوا کہ یہ کوئی مذہب ہے جو ناپسندیدہ ہے۔ شیخ الکلیہ نے داخلہ سے نہ صرف انکار کیا بلکہ ازہر کے کسی شعبہ میں داخلہ کی مخالفت کی اور ان دونوں نے توبہ کا اعلان شائع کیا تب بھی کلیہ اصول الدین میں داخل نہیں ہو سکے۔ یہ میرا ابتدائی تعارف تھا۔ ہندوستان واپس آ کر ذہن میں کچھ بھی باقی نہیں تھا۔ صرف یہ تصور کہ دوسرے فرقوں (چشتی' قادری' مجددی وغیرہ) کی طرح یہ بھی کوئی فرقہ ہے۔ کلکتہ پہنچ کر ۱۹۶۰ء کے بعد معلوم ہوا کہ قادیانیوں اور مسلمانوں میں مناظرہ ہوا جس کو غیر ضروری سمجھ کر میں اس سے الگ رہا حالانکہ میرے ساتھی علماء اس میں شریک ہوتے رہے لیکن مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اتفاق سے مولانا لال حسین اختر مشہور عالم کو کلکتہ بلایا گیا اور وہ دو ماہ کلکتہ میں ہماری ہی بلڈنگ میں مقیم تھے۔ ان کے پاس جاتا تھا اور وہاں بعض قادیانی کتابیں دیکھتا تھا جن کو میں نے دین کے اصول کے خلاف سمجھا۔ اس کے بعد پھر ایک خاموشی کا وقفہ رہا۔

۱۹۶۳ء میں ایک بنگالی مولوی عبدالحنان عبقری نامی شخص سے ملاقات ہوئی اور اس کی گفتگو کا مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ میں اس کے یہاں آنے جانے لگا۔ وہ کلکتہ سے دور خیا برج کے آگے بڑتلہ میں رہتا تھا اور میں کافی متاثر ہوا کہ اس سے مرید ہونے کے لئے سوچنے لگا۔

اپریل ۱۹۶۳ء کے قریب ایک ملاقات میں ان سے پوچھا کہ آپ مولانا تھانوی کے خلفاء میں ہیں یا ان سے بیعت ہیں؟ اس کا جواب ٹال کر ختم نبوت پر ایک تقریر کی' میرے ساتھ میرے دوست مولانا معصومی صاحب بھی تھے جو ہمیں ناپسند ہوئی' لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے ہم نے رخصت چاہی اور یہ طے ہوا کہ آئندہ نشست میں اس موضوع پر گفتگو ہوگی۔ چھ ماہ گزر گئے اور ملاقات کا موقع نہ مل سکا۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء میں معلوم ہوا کہ عبدالحنان عبقری قادیانی ہو گیا ہے۔ اپنے تعلق کی وجہ سے میں نے سخت انکار کیا کہ ایسا ہو نہیں سکتا اور دو تین دن میں' میں نے فیصلہ کیا کہ مجھ سے گہرا تعلق ہے خود اس سے جا کر ہی کیوں نہ معلوم کروں اور دوسروں سے جھگڑنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے چنانچہ میں گیا اور گفتگو کی تو انہوں نے صریح جواب کے بجائے مرزا کے فضائل اور کارنامے گنوائے اور یہ کہ ان کا مطالعہ بہت وسیع ہے اور اس پر کافی مباحثہ کے لئے تیار ہیں۔

میں نے صرف ایک ہی بات کہی کہ۔

"اگر مرزا جی مومن ہیں تو ان کے ہزاروں گناہ معاف ہیں اور اگر ایمان نہیں تو تمام فضائل خاک ہیں اور وہ ذرہ برابر فضیلت کے مستحق نہیں۔"

بات ایمان اور عدم ایمان پر ٹھہری اور دوسری نشست کے لئے ہم لوگ اٹھ گئے۔ انہوں نے مجھے "نور الحق" "حمامۃ البشریٰ" وغیرہ مرزا کی کتابیں دیں کہ ان کا مطالعہ کیجئے۔ میں لایا اور چند صفحات سے ہی اندازہ ہو گیا کہ کتاب پڑھنے کے قابل ہی نہیں اور اسی طرح میں دو ہفتہ بعد ان کے یہاں پہنچ گیا۔ عصر سے قبل ان کا کلام جاری ہوا اور عصر کا وقت ہوتے ہی ہم لوگ مسجد میں نماز کے لئے چلے آئے۔ بعد عصر پہنچتے ہی میں نے عبقری سے پوچھا کہ آپ کی عمر کیا ہے؟ کہنے لگے عمر نہیں بتاؤں گا (اتباع مرزا کی عظیم الشان مثال) اس لئے کہ اگر دوسرے کا اندازہ اس سے کم یا زیادہ ہو گا تو مجھ کو جھوٹا قرار دے گا۔ میں عمر نہیں بتاؤں گا۔ گفتگو آگے بڑھی میں نے کہا کہ پوری گفتگو صرف دو لفظوں میں محدود رہے گی ایمان اور کفر اور صرف دو آدمیوں کے درمیان محدود ہوگی میں خود اور مرزا جی۔ اس پر اتفاق کے بعد میں نے اپنے سے ہی گفتگو شروع کی۔ میرا عقیدہ ہے **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** انہوں نے ٹوکنا چاہا تو میں نے کہا کہ میرا عقیدہ ہے۔ آپ سن لیجئے پھر فیصلہ کیجئے۔ اس تفصیل کے بعد میں نے پوچھا کہ ایسے عقیدہ والے کو مرزا جی کیا کہیں گے مسلمان یا کافر؟ کہا کہ مسلمان ہی کہا جاوے گا میں نے کہا کہ مرزا جی مجھے کافر کہتے ہیں۔ اسی لئے مرزا جی میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے وغیرہ۔ آپ بھی میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ مرزا جی نے اپنے بڑے صاحبزادے فضل احمد کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی کیونکہ وہ ان کو نبی نہیں مانتا تھا۔

سر ظفر اللہ خان نے قائداعظم محمد علی جناح کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی اور بھی بہت مثالیں ہیں۔ آخر ہم میں کیا عیب ہے؟ یہاں پر قادیانی اور احمدی کا فرق بھی ظاہر کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ اب خلط مبحث میں قادیانی اپنے کو احمدی ہی کہتے ہیں۔ قادیانی وہ ہیں جو مرزا کی نبوت کے قائل ہیں اور احمدی لاہوری جماعت وہ کہلاتے ہیں جو مرزا کو نبی نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں۔ ایک مرتبہ مرزا محمود سے پوچھا گیا تھا کہ احمدی لاہوری کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے تو اس نے جواب دیا تھا کہ افضل کی نماز مفضول کے پیچھے جائز نہیں ہے۔ جو نبی مانتے ہیں وہ افضل ہیں اور جو مجدد مانتے ہیں وہ مفضول ہیں۔ اس طرح احمدی لاہوری بھی قادیانیوں کے نزدیک کافر ہیں۔

اس کے بعد میں نے مرزا جی کے بارے میں سوال کیا

کہ وہ کیا ہیں؟ مومن یا کافر؟ انہوں نے کہا وہ ایک عالم ہیں۔ میں نے کہا کہ ہمارے درمیان صرف دو لفظوں پر اتفاق تھا۔ آپ نے تیسرا لفظ استعمال کیا ہے۔ بہرحال وہ عالم بھی نہیں۔ اس کے لئے صحیح لفظ **عدو اللہ عدو الرسول' عدو المومنین** ہی صحیح ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہوئے بھی حق کا انکار کرتا ہے۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اس کو اعتراض ہے کہ وہ دو ہزار سال کیسے زندہ رہ سکتے ہیں اور کیا کھاتے پیتے ہیں وغیرہ۔ مجھے تو تعجب ہوا ہے کہ دو ہزار سال زندہ رہنا تو خلاف عقل ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جو ان سے بھی ایک ہزار سال پہلے ہیں وہ تین ہزار سال کیسے زندہ ہیں؟ مرزائی جواب دیں۔ جنہوں نے "نور الحق" ص ۵۰ پر لکھا ہے۔ **ان اللہ الترضی علینا۔**

جواب مرزائی کو دینا ہے وہ تو ہر اس عقیدہ اور یقین کی مخالفت کرتے ہیں جو اسلام میں ہے اور خود اس سے عجیب حکم دیتے ہیں وغیرہ' اب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پکا قادیانی مبلغ ہے' اس کے خلاف کوشش کی گئی اور ایک بہت بڑا جلسہ اس علاقہ میں کیا گیا۔ جس میں اس کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا۔ کافی نشستیں ہوئیں اور قادیانیوں نے مجھے گھیرنا شروع کیا۔ مختلف موقعوں پر میں نے اپنی تقریروں میں کہا کہ مرزائی کے پاس کافی مال و دولت تھا اور استطاعت بھی۔ پھر وہ حج کو کیوں نہیں گئے۔ یہ ایک چیلنج تھا جس کو میں اعلان کرتا تھا۔ قادیانیوں نے اس کا عملی جواب یہ دیا کہ ۱۹۹۵ء کے حج میں علی الاعلان سولہ احمدی حج کے لئے تیار ہوئے اور "بدر" میں ان کے ناموں کا اعلان کیا گیا۔ کلکتہ کے مسلمانوں نے مجھے تیار کیا کہ میں ان کو حج سے روکوں۔ اس کے لئے میں ندوہ آیا اور مولانا علی میاں صاحب مدظلہ سے رجوع کیا۔ ان کا اشارہ تھا کہ شاہ فیصل مرحوم کو خط لکھوں اور کوشش کروں چنانچہ وہ خط لکھا گیا اور شاہ فیصل مرحوم کو روانہ کیا گیا۔ اس کے بعد عملی جدوجہد کے لئے مجھ کو بمبئی بھیجا گیا کہ وہاں سے کوشش جاری رکھوں۔ بمبئی پہنچ کر میں نے سربراہان **جمعیات** اسلامیہ سے ملاقاتیں کیں' ہر طرف سے مایوسی کے سوا کچھ نہ ملا۔ بعض نے تو مجھے برا بھلا بھی کہا مگر مجھے اپنی دیوانگی میں جواب دینے کی فرصت نہیں تھی۔

تین دن کی پریشانی اور تگ و دو کے بعد جب مایوسی نظر آ رہی تھی تو خبر ملی کہ مولانا علی میاں صاحب مدظلہ رابطہ عالم اسلامی کے جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں اور بمبئی سے گزریں گے۔ شاہ فیصل کے نام کا خط چھپوا لیا گیا تھا اس کو بھی حجاز بھیجنا تھا۔ مولانا کی تلاش میں نکلا۔ معلوم ہوا کہ مولانا تبلیغی جماعت کی مسجد میں ٹھہرے ہیں۔ مسجد تلاش کی اور پہنچتے پہنچتے عصر کی نماز ہو چکی تھی۔ نمازی نکل رہے تھے اور میں ہر ایک سے پوچھ رہا تھا کہ مولانا کب تشریف لا رہے ہیں؟ لوگ دیوانہ سمجھ کر خاموشی سے گزر جاتے تھے اور اسی طرح سب نکل گئے۔ مسجد میں داخل ہوا' نماز عصر لوا کی۔ ایک صاحب صحن مسجد میں ٹہل رہے تھے نماز کے بعد قریب آئے اور مجھ سے پوچھا کہ آپ کا کیا کام ہے؟ میں نے اپنی ضرورت بیان کی۔ پوچھا کس سلسلے میں؟ میں نے بتلایا کہ قادیانیت کا معاملہ ہے۔ وہ مجھ کو لے کر باہر نکلے اور ایک صاحب کو بلا کر ان کے حوالے کیا کہ احمد غریب سیٹھ کے یہاں لے جاؤ اور ان کی مدد کرو۔ وہ مجھ کو لے چلے راستہ میں انہوں نے بھی غرض و غایت کا سوال کیا تو ان کو ذرا تفصیل سے میں نے بتایا۔ احمد غریب سیٹھ تو معروف آدمی تھے۔ انتظار کرتے رہے۔ کافی اصرار کے بعد اتنا کہا کہ ابھی یقین نہیں ہے دس بجے رات کو فون آئے گا تو معلوم ہو گا اور ممکن ہے وقت کی تنگی کے پیش نظر وہ ایئرپورٹ ہی پر چند گھنٹے رکیں۔ جو شخص میرے ہمراہ تھے انہوں نے میرے مقصد کے پیش نظر خود ہی ذمہ داری لی کہ اگر مولانا آئیں گے تو میں آپ کو ایئرپورٹ لے چلوں گا اور یہ کہ اس کام کے سلسلہ میں وہ مجھے دوسرے دن احمد القاضی جو سعودی سفارت خانہ کی طرف سے بمبئی میں مامور تھے ان سے ملاقات کرانے کا انتظام کیا۔ احمد القاضی سے کافی طویل ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اگر مجھ سے پہلے مل لیتے تو کام آسان تھا اور ہمیں اختیار ہے کہ حج کا ویزہ دیں یا نہ دیں۔ لیکن آپ بہت آگے جا چکے ہیں۔ شاہ کو اور سفارت خانہ کو لکھ چکے ہیں۔ اس لئے اب ہمیں سفارتخانہ سے دوسرے دن احمد القاضی نے مجھے مبارکباد دی اور مجھ سے کہا کہ آپ ہماری مدد کریں کہ نامزد اشخاص کو تلاش کیا جائے۔ چنانچہ مزید معلومات ہونے پر ان کی نشاندہی ہو گئی اور سب گرفت میں آ گئے۔ پہلے میرا مذاق اڑا رہے تھے اور مسائل حج مجھ سے پوچھ رہے تھے' اب مجھ سے منہ چھپانے لگے۔ اس طرح ۱۹۹۵ء کا مرحلہ طے ہو گیا۔

کلکتہ واپسی پر بہت کوششیں کی گئیں کہ میرے خلاف کیس دائر کیا جائے لیکن اس کی گنجائش نہیں نکل سکی۔ اسی سال دہلی سے بھی دو قادیانی گئے تھے وہ گرفتار ہوئے اور بالآخر ان کے توبہ کرنے پر وہ واپس آ سکے۔ ان لوگوں نے مولانا ریاض احمد صاحب پر مقدمہ دائر کر دیا اور کئی سال تک وہ مقدمہ کے چکر میں پھنسے رہے۔ اور کافی مدت کے بعد دہلی کی عدالت نے بھی قادیانیوں کو اسلام سے خارج قرار دے دیا (جو ایک دوسرے مقدمہ کے سلسلہ میں تھا)۔

ظاہر ہے کہ قادیانی میرے پیچھے لگ گئے اور مجھ سے مباحثہ کی کوششیں بھی کی گئیں لیکن وہ اس میں بھی ناکام رہے۔ فالحمدللہ علی ذلک۔

●●

قسط نمبر۳

حجیت حدیث کتاب و سنت کی روشنی میں

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت اور فتنہ انکار حدیث کی مدلل تردید

از: امام اہلسنت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاریؒ

بقا و حفاظت کے لحاظ سے قرآن و حدیث میں کوئی فرق نہیں

اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک قرآن کریم کی بقا و حفاظت کی طرح اپنے رسول معصومؐ کے کلام پاک احادیث شریفہ کی بقا و حفاظت کا بھی انتظام فرمایا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح آج قرآن کریم کی ایک ایک آیت محفوظ ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت حدیث محفوظ ہے۔

قرآن کریم کا حافظ تو آپ کو سینکڑوں' ہزاروں میں کوئی ایک ملے گا۔ مگر حضورؐ کی سنت کا حافظ ہر مسلمان ملے گا جو مسلمان طہارت کرتا ہے۔ وہ حضورؐ کی سنت کا حافظ ہے۔ جو مسواک کرتا ہے وہ حضورؐ کی سنت کا حافظ ہے۔ جو بیٹھ کر دائیں ہاتھ میں برتن لے کر بسم اللہ کہہ کر پانی پیتا ہے اور تین سانس درمیان میں لیتا ہے۔ وہ حضورؐ کی سنت کا حافظ ہے جو بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتا ہے اور اپنے آگے سے کھاتا ہے اور کھانا ختم ہونے پر الحمد للہ کہتا ہے وہ حضورؐ کی سنت کا حافظ ہے' جو بیت الخلاء جاتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھتا ہے وہ حضورؐ کی سنت کا حافظ ہے جو رفع حاجت کے وقت کعبہ کی طرف نہ منہ کر کے بیٹھتا ہے نہ پشت' بلکہ شمال یا جنوب کی طرف منہ کر کے بیٹھتا ہے اور بیٹھ کر فارغ ہوتا ہے وہ حضورؐ کی سنت کا حافظ ہے۔ جو فراغت کے بعد پانی سے طہارت کرتا ہے اور طہارت کے بعد مٹی پر ہاتھ مار کر ہاتھ دھوتا ہے وہ حضورؐ کی سنت کا حافظ ہے۔ جو حجامت بنواتا ہے ناخن ترشواتا ہے' اپنے بچوں کا ختنہ کراتا ہے' وہ حضورؐ کی سنت کا حافظ ہے۔

منکرے بودن و ہم رنگ مستاں زیستن

تعجب ہے ان شرفاء پر! جو حضورؐ کی حدیث اور سنت کی حجیت کے تو منکر ہیں مگر ختنہ بھی کراتے ہیں' حجامت بنواتے ہیں' دانت صاف کرتے ہیں' بیٹھ کر کھاتے پیتے ہیں' بیٹھ کر رفع حاجت کرتے ہیں' کعبہ کی طرف منہ کر کے اور کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کرتے۔ کیا ان باتوں کا حکم صریح تو کجا! اشارہ تک بھی قرآن میں موجود ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ کوئی دشمن رسول لاکھ زبان سے حضورؐ کی سیرت و سنت کا مخالف ہو' مگر عمل کی دنیا میں اسے رسول کریمؐ کی غلامی کے بغیر چارہ نہیں۔

انسان کو حضورؐ کی غلامی سے مفر نہیں

اگر انسان ہے' تو بہرحال حضورؐ کی غلامی کرے گا۔ اور اگر کوئی حضورؐ کی سنت کا باغی ہے تو اسے کہو وہ نہ طہارت کرے نہ غسل' نہ ہاتھ منہ دھوئے نہ دانت صاف کرے' نہ کپڑے دھوئے' نہ حجامت بنوائے' نہ مونچھیں کٹوائے' نہ ناخن ترشوائے' نہ بغلیں وغیرہ صاف کرے' زیادہ نہیں صرف ایک مہینہ ایسا کر کے دیکھ لے' کہ پھر وہ انسان ہے یا حیوان! بچے اس کی شکل دیکھ کر ڈرتے ہیں' اور انسان اس کی بدبو سے دور بھاگتے ہیں یا نہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ حضورؐ کی سیرت و سنت سے بغاوت کر کے آدمی انسان نہیں رہ سکتا۔ حضورؐ کی غلامی کے بغیر اسے انسانیت کی ہوا بھی نہیں لگ سکتی۔ انسانیت تو نام ہے حضورؐ کی غلامی اور رسول کریم کی اتباع سنت کا! صلی اللہ علیہ وسلم!

حدیث کی حفاظت

یہ تو تھا حضورؐ کی سنت کی حفاظت کا اہتمام! اب ذرا حدیث کی حفاظت کا کمال ملاحظہ ہو' کہ قدرت نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کے بیان یعنی حدیث ہی کو نہیں بلکہ ان احادیث کے راویوں تک کے حالات کو محفوظ کرالیا۔ موطا' صحیح بخاری' صحیح مسلم' ابوداود' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' مسند احمد سے لے کر بیسیوں ضخیم و عظیم کتابیں ہیں جن میں رسول کریمؐ کی اداؤں اور سنتوں' آپؐ کے اعمال و کردار اور آپؐ کے ارشادات و فرمودات بہ سند منقول و مروی ہیں' ہزاروں کی تعداد میں یہ احادیث رسولؐ قیامت تک بالکل اسی طرح محفوظ رہیں گی جس طرح آیات قرآنی محفوظ ہیں' نہ صرف احادیث رسولؐ قیامت تک محفوظ رہیں گی' بلکہ اللہ رب العزت نے ان خوش بخت قدوسیوں کو بھی بقائے دوام عطا فرمادی جنہوں نے حضورؐ کریم سے ان احادیث کو سنا یا حضورؐ کی اداؤں کو دیکھا اور دنیا تک پہنچایا بلکہ اصحاب رسولؐ کے بعد ان ہزاروں تابعین و تبع تابعین کے حالات بھی قیامت تک محفوظ کر لئے۔ جنہوں نے صحابہ کرامؓ سے ان احادیث رسولؐ کو روایت کیا۔

علم اسماء الرجال

اس امت میں اسماء الرجال کا مستقل علم ہے جو اور کسی امت میں نہیں۔ اسماء الرجال کی کئی ضخیم کتابیں ہیں جو کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں ان میں ان ہزاروں اشخاص کی سیرت و شخصیت سے بحث کی گئی ہے جنہوں نے حضورؐ کی کسی حدیث یعنی آپ کے ارشاد یا عمل' قول یا فعل کو روایت کیا۔

روایت کی سند

پھر اس امت میں "سند" کی ایک ایسی نعمت ہے جو اور کسی امت کو نہیں ملی' آج حضورؐ کریم کا کوئی قول یا کوئی فعل ایسا نہیں' جس سے پہلے اس کی سند بیان نہ کی گئی ہو تاکہ راویوں کو جانچ کر دیکھ لیا جائے کہ یہ حدیث رسولؐ کہاں تک صحیح ہے۔

بے نظیر اہتمام حفاظت

انسانیت کی پوری تاریخ میں اس کی مثال پیش کر سکتے ہو تو کرو کہ صرف ایک شخصیت عظمیٰ کی ارشادات و سنن ہی نہیں بلکہ اس کی پوری زندگی کے جمیع حالات و واقعات کو محفوظ کرنے کے لئے ہزاروں بلکہ لاکھوں اشخاص کی مختصر مگر جامع تاریخ لکھ ڈالی گئی ہو۔ حضورؐ سے پہلے ہزاروں انبیاء علیہم السلام گزرے' مگر ماسوائے کم و بیش دو درجن حضرات کے باقیوں کے نام تک آج کسی کو معلوم نہیں اور جن کے اسماء معلوم ہیں ان کی زندگی کے حالات دو چار منٹ سے زیادہ کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ ادھر یہ حال ہے کہ حضورؐ کریم کی پوری حیات طیبہ' سیرت مقدسہ' سنت مطہرہ اور ارشادات طیبہ ہی محفوظ و مدون نہیں بلکہ جن خوش نصیب لوگوں نے ان کو محفوظ و مرتب کیا قدرت نے ان کی پوری زندگی کی مستقل کتاب مرتب و مدون کرا دی۔

باقی آئندہ شمارہ میں

حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ

مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب

قسط نمبر۲

قادیانی جماعت (بقول خود) انگریز کی وفادار فوج ہے' جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی اطاعت اور جہاد کی ممانعت میں کتابوں کی پچاس الماریاں لکھیں۔

"میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔"

(تریاق القلوب ص ۱۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ساتواں سبب

مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والے سب مسلمان حرامزادے ہیں۔

"ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں' زناکاروں کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کردی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔"

(ترجمہ عبارت عربی آئینہ کمالات اسلام مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص ۵۴۷-۵۴۸)

آٹھواں سبب

مرزا کے مخالف سور اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔

"میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔"

(ترجمہ عربی عبارت نجم الہدیٰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص ۱۰)

نواں سبب

مرزا کے معجزات کو نہ ماننے والا شیطان ہے۔

"خدا نے مجھے ہزارہا نشانات معجزات دیئے ہیں لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں شیطان ہیں' وہ نہیں مانتے۔"

(چشمہ معرفت مصنفہ مرزا غلام احمد ص ۳۱۷)

کیا یہی شرافت ہے

برادران اسلام! کیا یہی شرافت ہے جس کے بل بوتے پر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو نبی اور رسول کہتا ہے۔ کیا پیغمبروں کے یہی اخلاق ہوتے ہیں؟ مرزا غلام احمد نے اپنے نہ ماننے والے سب مسلمانوں کو حرامزادے' سور اور شیطان سے تعبیر کیا ہے اور سب مسلمان عورتوں کو کتیاں بنا دیا ہے۔ ایسے گرے ہوئے اخلاق کا انسان' شریف انسان بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ نبی اور رسول ہو۔

پیغمبر کا اخلاقی مرتبہ

پیغمبر تو سب سے بڑھ کر اعلیٰ درجہ کا بااخلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مجید میں اعلان ہے۔

"بے شک تو (اے پیغمبر) بڑے خلق والا ہے۔"

دسواں سبب

انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہو کر

نبوت کا دعویٰ

"اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے تو وہ انہیں میں سے ہے۔"

(سورۃ مائدہ رکوع ۸)

اللہ تعالیٰ تو فرمائیں کہ جو یہود اور نصاریٰ سے دوستی رکھے' وہ انہیں میں سے ہے اور مرزا صاحب مسلمانوں میں نبی بنتے ہیں اور نصاریٰ کے یار وفادار ہیں۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

"صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار' جاں نثار غلام ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنے چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار رہے۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایت اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تاکہ ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔"

(درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ' منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مولفہ میر قاسم علی قادیانی)

حاصل

یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت خداداد نہیں تھی بلکہ انگریزوں نے اسے نبی بنایا تھا اسی لئے انگریزوں کی حمایت کے لئے مرزا صاحب نے پچاس الماریاں کتابوں کی لکھ کر تمام ممالک اسلامیہ میں وہ کتابیں شائع کی ہیں۔

گیارہواں سبب

"عیسائی حکومت کے خلاف جہاد کرنے والے حرامی ہیں۔"

برادران اسلام! آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جو عیسائیت کی تصویر اور اس کے جو خال و خط تھے وہ اسلام کے مخالف تھے اسی لئے اس وقت کے عیسائی اسلام سے ٹکرائے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی۔

هلک کسریٰ ولا کسریٰ بعده هلک قیصر ولا قیصر بعده

ترجمہ "کسریٰ ہلاک ہو جائے گا اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ قیصر ہلاک ہوگا اور اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔"

باقی آئندہ شمارہ میں

مسیلمۂ پنجاب مرزائے قادیانی کے کفریہ اقوال

توحید وصفات باری تعالیٰ جل جلالہ میں ہمسری

حضرات انبیاء کرام و اہلبیت عظام کی شان میں گستاخیاں

دعوائے نبوت | مسئلہ جہاد کا بطلان | انگریز آقاؤں کی بیعت

قادیانیوں کا سیاسی پس منظر، ان کا وجود پاکستان کیلئے خطرۂ عظیم ہے

تحریر: حضرت مولانا شاہ احمد نورانی، صدر جمعیۃ علماء پاکستان

حضرت مولانا علامہ شاہ احمد نورانی صدر جمعیۃ علماء پاکستان کا یہ ایک مختصر رسالہ قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے سے پہلے شائع ہوا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص کارکن صوفی فتح محمد صاحب جن کا حال ہی میں انتقال ہوا۔ یہ رسالہ ان کی کتابوں سے ملا ہے جو ان کے صاحبزادگان نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے حوالہ کی ہیں۔ ہم یہ رسالہ صوفی فتح محمد صاحب مرحوم کے صاحبزادگان کے شکریئے کے ساتھ من و عن شائع کر رہے ہیں۔

(ادارہ)

بسم اللہ الرحمان الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی حبیبہ خاتم النبیین

دیکھا جارہا ہے کہ بعض وہ عناصر جو ختم نبوت کے بنیادی و اساسی عقیدہ کی اہمیت سے بے خبر ہیں قادیانیت کی اعانت کرکے پاکستان کی اقلیت اور ملت پاکستان کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں۔

اسلام میں ختم نبوت ہی وہ مسئلہ ہے جو اگر مجروح ہوا تو اسلام کے احکام دنیاوی قوانین ناقص ٹھہر جائیں گے۔ الحمدللہ کہ مسلمان آقائے کونین روحی لہ الفداء کی رسالت و خاتمیت کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کے لئے کمربستہ رہے ہیں۔ قادیانی تحریک سے بعض حضرات ناواقف ہیں اس لئے مختصر رسالہ طبع کیا جارہا ہے تاکہ یک نظر مرزا غلام احمد کے عقائد باطلہ سامنے آجائیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات گرامی ہزاروں بوالعجبیوں کا مجموعہ ہے۔ وہ کبھی خالق ہے' کبھی محدث' آخر میں نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ دعویٰ بھی اس انداز پر کہ ان تمام نبیوں کی توہین و تذلیل پر کمرباندھی جن کا احترام و اعتقاد قرآن کریم اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب و لازم قرار دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات اور دعاوی جیسے ہی دنیا کے سامنے آئے اسلام کے تمام فرقوں نے متفقہ طریقہ سے مرزا اور ان کے متبعین کو خارج از اسلام کردیا۔

قادیانیت کے دو پہلو ہیں۔ ایک سیاسی دوسرا مذہبی۔

انگریز ہندوستان میں اپنے جبر و تشدد کے باوجود مسلمانوں کے قلوب سے مذہب کی عظمت کو فرو نہ کرسکے انہیں ایک ایسے مہرے کی ضرورت تھی جو مسلمانوں میں نئے مذہب کی بنیاد ڈالے افتراق پیدا کرے اور اسلام کے بنیادی مسائل کو مجروح کرے۔ جس طرح انگریز چاہیں وہ ان کا مطیع و فرمانبردار ہو کر کام کرے۔

مرزا غلام احمد نے جیسے ہی مسیح موعود اور نبوت کا دعویٰ کیا انگریزوں نے ان کی پشت پناہی شروع کردی جب بھی انگریزوں کے خلاف کوئی تحریک شروع ہوئی تو قادیانیوں کو اس کی مخالفت پر مامور کیا جاتا انہیں اپنا خود کاشتہ پودا بنایا۔ مرزا جی کی انگریز پرستی اور برطانوی ایجنسی کے ثبوت کے لئے خود ان کے اور مرزا بشیر الدین محمود کے مراسلات و خطوط شاہد ہیں۔

مرزا جی کا خط بنام ملکہ وکٹوریہ

اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہی ہیں اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو۔ سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا کیونکہ نور کو نور اپنی طرف کھینچتا ہے اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔

(ستارہ قیصرہ تصنیف مرزا غلام احمد قادیانی ص۹)

اے بابرکت قیصرہ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے تاکہ پرہیزگاری اور نیک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔

(ستارہ قیصرہ ص۹)

برطانیہ کی اطاعت ہر مسلمان کا فرض ہے

گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم)

یاد رہے کہ سوال ان کا نہایت ہی احمقانہ ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض و واجب ہے اس

سے جہاد کیا میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی بدکار آدمی کا کام ہے سو میرا مذہب ہے جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کریں اور دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ (شہادت القرآن ص۱۰۹)

انگریز اولی الامر اور امام الزمان ہیں

اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے ہمیں مذہبی فائدہ حاصل ہو سکے۔ وہ ہم میں سے ہے اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔

(ضرورت الامام مصنفہ غلام احمد قادیانی ص ۲۳)

مرزا جی کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ جس آیت قرآنی کو چاہتے ہیں اپنا الہام قرار دیتے ہیں۔ اور جہاں انہیں عبارت قرآنی میں حذف کردینے کی ضرورت ہوتی ہے حذف کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ قرآن کریم میں **یا ایھا الذین امنو اطیعو اللہ** سے آیت شروع ہے مگر آپ نے **یا ایھا الذین امنو** کو حذف کردیا۔ پھر قرآن کریم نے **و اولی الامر منکم** فرما کر بتایا تھا کہ اولی الامر وہ ہیں جو تم میں سے ہوں یعنی مسلمان ہوں مرزا جی انہیں اپنے اندر داخل کرتے ہیں تو گویا انگریز قادیانیوں میں سے تو ہو سکتے ہیں مگر مسلمان نہیں۔

مرزا جی کے صاحبزادہ اور حکومت برطانیہ کی وفاداری

مرزا بشیر الدین محمود برکات خلافت ص۶۵ پر لکھتے ہیں۔

گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام و اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں اور اگر دوسرے ممالک میں ہم تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔"

انوار خلافت ص۹۶ میں مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں۔

"جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں موذن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنٹیئر ہو کر جنگ (یورپ) میں چلا جاتا۔"

کیا ان سطور کے بعد کوئی کہہ سکتا ہے کہ قادیانیت انگریز کی کاشت نہیں بلاشبہ قادیانیت کی تحریک انگریزوں نے اپنی سیاست جہاد کے معدوم کرنے کے لئے قائم کی اور مذہب کا لبادہ اس پر صرف اس لئے چڑھا دیا کہ لوگ اس کے جال میں پھنس جائیں۔ ابتداء" قادیانیوں کی اپنی کوئی سیاست ہی نہ تھی بلکہ انگریزوں کی وفاداری کا درس دینا اور مخالفین انگریز سے دست و گریباں ہونا ہی ان کی زندگی کا ماحصل تھا وہ کسی ایسی سیاست کو جو انگریزوں سے ٹکرانے والی ہو اس کی مخالفت کو اپنا ایمان سمجھتے۔

مرزا جی کی مسلم لیگ سے مخالفت

تحریک مسلم لیگ و قیام پاکستان میں قادیانیوں نے بحیثیت جماعت کسی قسم کی کوئی اعانت نہیں کی اس کا سبب مرزا جی کے وہ الہامات ہیں جو انہیں وقتاً" فوقتاً" ہوتے رہے۔

اخبار الفضل قادیان جلد ۳ ص۷۸ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۴۱ء میں ہے۔

"ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے مصلح حقیقی اور دین کے سچے ہادی حضرت مسیح موعود و مہدی آخر الزماں علیہ السلام کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا تو حضور نے (مرزا) نے اس کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی پس کوئی ایسا کام جسے خدا کا برگزیدہ مامور ناپسند فرمائے مسلمانوں کے حق میں سازگار اور باعث برکت ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع و ضرر کی فکر ہے تو ایسے فضول مشاغل سے باز رہیں جن کے نتائج نہ ان کو دنیا کا فائدہ دے سکتے ہیں نہ دین کا۔ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کئی سال سے یہ نیشنل کانگریس کی نقل ہوتی ہے اس سے مسلمانوں نے کیا کچھ حاصل کیا۔"

قادیانی جماعت اور باؤنڈری کمیشن سے جداگانہ یونٹ کا مطالبہ

کون نہیں جانتا کہ باؤنڈری کمیشن سے قادیانی جماعت نے مطالبہ کیا کہ ہم انٹرنیشنل یونٹ ہیں اس لئے ہمیں اختیار ہونا چاہئے کہ آئندہ خواہ اکھنڈ ہندوستان سے وابستہ رہیں یا پاکستان سے اور اپنے لئے ضلع گورداسپور کو مخصوص کردینے پر زور دیا گیا۔

قادیانی امیر اور اکھنڈ ہندوستان کی حمایت

ایک طرف تو قادیانی جماعت مسلم لیگ کی مخالفت کو مرزا جی کی ہدایت کے مطابق ضروری سمجھتی رہی اور دوسری جانب اکھنڈ ہندوستان کے بارے میں اس کے خلیفہ و امیر نے اپنی تقریر میں جو کچھ کہا وہ اخبار الفضل قادیان ۵ اپریل ۱۹۴۷ء سے ظاہر ہے۔

یہ اخبار اس اشاعت میں لکھتا ہے۔

"ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں ممکن ہے کہ عارضی طور پر افتراق پیدا ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا ہو جائیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔

ان تمام مضامین کے مطالعہ کے بعد کیا یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں نہیں ہو جاتی کہ قادیانی جماعت پاکستان کی مخالف جماعت ہے اور وہ آج تک بمقابلہ پاکستان کے ہندوستان کے ساتھ اپنے تعلقات قائم رکھتی ہے چونکہ قادیان جسے قادیانی اپنا مکہ سمجھتے ہیں ہندوستان میں واقع ہے اس لئے وہ مذہبا" بھی ہندوستان ہی کو محبوب سمجھتے ہیں۔ خواہ کوئی قادیانی چھوٹا ہو یا بڑا ہر فرد اپنے امیر و خلیفہ کے ارشادات کے برابر کسی دوسرے کا حکم نہیں سمجھتا اس لئے ناممکن ہے کہ وہ ہندوستان کے مقابلہ میں پاکستان کا حامی ہو۔ پاکستان کے جس قدر شعبہ جات میں جو قادیانی کام کر رہے ہیں وہ کسی حالت میں پاکستان کے حقیقی وفادار نہیں ہو سکتے۔

اگر ان حالات میں ملت اسلامیہ یہ مطالبہ کرتی ہے کہ قادیانی جماعت کو اقلیت قرار دیا جائے اور انہیں پاکستان

سرمایہ درویش
سرور کونین خاتم الانبیاء
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی بارگاہ رحمت میں
شاعر ختم نبوت
سید امین گیلانی کا
ہدیہ نعت
ایمان افروز اور روح پرور نعتیہ کلام
..... شائع ہو چکا ہے .....
قیمت 80 روپے
ملنے کے پتے۔ دفتر ختم نبوت
مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کراچی
ادارہ السادات شرقپور روڈ شیخوپورہ شہر

کی کلیدی ملازمتوں سے علیحدہ کردیا جائے تو بے جا نہیں ہے۔

حالات تو یہاں تک شاہد ہیں کہ سر ظفر اللہ خان جیسے وزیر خارجہ' جو حکومت پاکستان سے تنخواہ لیتے ہیں ان کا سرکاری دورہ یورپ مقرر ہوتا ہے مگر وہ اپنے دورہ کا پروگرام صرف اس لئے ملتوی کردیتے ہیں کہ انہیں امیر کا حکم واپسی کا ملا۔

اگر اس جماعت کے اس نظام کا معائنہ کیا جائے جو وہ پاکستان کے بالمقابل ایک متوازی نظام ربوہ میں قائم کرری ہے تو پتہ چلتا ہے کہ وہاں پاکستان کے عمال و عہدہ داران کسی معاملہ میں مرزا بشیر الدین کے قائم کردہ نظام کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے خواہ کتنے ہی شدید الزامات کیوں نہ لگے جارہے ہوں کیا حکومت پاکستان ان حالات پر غور کرکے مضبوط و موثر قدم اٹھائے گی۔

قائداعظم کی نماز جنازہ نہ پڑھنا

یہ حقیقت سب ہی جانتے ہیں کہ قائداعظم علیہ الرحمتہ کے نماز جنازہ میں جن لوگوں کو قائداعظم سے اختلاف بھی تھا انہوں نے نماز جنازہ پڑھی مگر چوہدری سر ظفر اللہ خان لاکھوں کے مجمع میں سب سے علیحدہ بیٹھے رہے اور انہوں نے نماز جنازہ نہ پڑھی جس کا سبب صرف یہ ہے کہ وہ مرزا جی کے نبی نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں اور ان کے عقیدہ میں جو شخص مرزا جی کو نہ مانے وہ کافر ہے اور کافر کی نماز پڑھنا ان کے یہاں حرام ہے۔

قادیانیوں کا مسلمانوں سے اختلاف بنیادی و اساسی ہے

قادیانی مسلمانوں کو ہر اعتبار سے کافر سمجھتے ہیں ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف محض وفات مسیح علیہ السلام کا نہیں ہے بلکہ وہ ہمارے تمام فرائض میں ہم سے مختلف ہیں۔ چنانچہ اخبار الفضل جلد نمبر۱۹ نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء میں مرزا بشیر الدین کی تقریر حسب ذیل درج ہے۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔"

"یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل پر ہے۔"

"آپ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ کی ذات' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم' قرآن' نماز' روزہ' حج' زکوۃ" غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔"

یہ تو وہ امور تھے جن کا سیاسی پہلو سے تعلق تھا۔ اب ذیل میں ہم مرزا جی کے وہ معتقدات و الہامات لکھتے ہیں جن میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی الوہیت سے لے کر مجدد و محدث کی حیثیت سے نمایاں ہوتے ہیں اور آپ نے حضرات انبیائے معصومین علیہم الصلوۃ والسلام اور ائمہ و اہلبیت اطہار کی گستاخیاں ہیں اور اپنے الہامات کو قرآن کریم کی مثل ٹھہرایا۔ وغیرہ وغیرہ ان اقوال کو پڑھ کر وہ لوگ عبرت پکڑیں جو قادیانی تحریک سے اختلافات کو فروعی اختلافات سے تعبیر کرتے ہیں اور اندازہ کریں کہ ایک ایسا شخص جس نے توحید و رسالت سے اختلاف کیا ہو اور جو خاص طور پر انگریزوں کی پیداوار ہو جس کی تمام تر زندگی برطانیہ کے اشارات پر قائم رہی ہو اور جو اپنے علاوہ ہر مسلمان کو کافر' حرامی اولاد سے تعبیر کرتا ہے وہ کس طرح مسلمانوں کی جماعت میں شامل کرنے کے قابل ہو سکتا ہے۔

توحید و صفات باری تعالیٰ میں مرزا جی کی شرکت

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ خدائے برتر اپنی صفات میں بے مثال ہے اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں مگر مرزا جی نے توحید کو بھی نہ چھوڑا اور آپ خدا کی صفات خالقیت میں بھی شریک ہو گئے چنانچہ آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴' ۵۶۵ میں مرزا جی کا جو خواب بزبان عربی درج ہے اس کا ترجمہ ہم درج کرتے ہیں۔

میں خالق ہوگیا

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں۔ میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں اور میرا ارادہ باقی رہا اور نہ خطرہ رہا۔ اسی حال میں جبکہ (میں بعینہ خدا تھا) میں نے کہا کہ ہم ایک نیا نظام' نیا آسمان' نئی زمین چاہتے ہیں۔ پس میں نے پہلے آسمان و زمین اجمالی شکل میں بنائے جن میں کوئی تفریق و ترتیب نہ تھی پھر میں نے انہیں جدائی کردی اور ترتیب دے دی میں اپنے آپ کو اس وقت ایسا پاتا تھا کہ میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا کہ **انا زینا السماء الدنیا بمصابیح** (یعنی میں نے کہا کہ ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پس میں نے آدم کو بنایا اور ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ اس طرح میں خالق ہوگیا۔"

باقی آئندہ شمارہ میں

تحریک ختم نبوت 1974

ترتیب و تدوین

مولانا اللہ وسایا

تحریک ختم نبوت 1954ء تا 1974ء قادیانی احتساب کی سرگزشت ○ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام اور مسلم لیگی حکومت کا عتاب ○ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا سہروردی کے نام خط ○ ظفر اللہ خان قادیانی کی نئی دہلی [illegible] ○ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بزرگوں کو بشارتیں ○ قادیانیوں کا خلیفہ ربوہ کے مظالم کے خلاف احتجاج اور بغاوت ○ قادیان میں ختم نبوت کانفرنس ○ مسیح موعود بننے کا پاکستانی امیدوار ○ اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ اسمبلی میں مولانا غلام غوث ہزاروی کے دلچسپ سوالات ○ سکندر مرزا ایک قومی غدار ○ "ایک غلطی کا ازالہ" کی تبلیغ ○ محاذ قادیان پر کام کرنے والے مجاہد علماء کرام ○ اقبال اور قادیانیت ○ پنجاب یونیورسٹی اور قادیانیت ○ قادیانی جماعت کا بجٹ ○ فرقان فورس کیا بلا ہے؟ ○ خلیفہ ربوہ کی مشکوک سرگرمیاں ○ قادیانیوں کی اشتعال انگیزیاں ○ اسرائیل میں مرزائی مشن ○ ربوہ کا سالانہ میلہ ○ ہفت روزہ "چٹان" کی تبلیغ ○ مولانا عبید اللہ انور کی گرفتاری ○ بھٹو اور مرزا ناصر ○ فوج کا ہیڈ کوارٹر ربوہ ہے؟ ○ تبلیغ اسلام کے لیے قادیانیوں کا تقرر ○ ایم ایم احمد قادیانی قائم مقام صدر پاکستان ○ چینی طیارہ ربوہ میں ○ مرزائی لندن پلان ○ مرزائی گھوڑے ○ رفیق باجوہ پر قاتلانہ حملہ ○ سانحہ سقوط مشرقی پاکستان اور قادیانی ○ محکمہ تعلیم اور قادیانی ○ قادیانی خلیفہ کو پاکستان ایئر فورس کی سلامی ○ بھٹو کے خلاف مرزائی سازشیں ○ ضلع ژوب میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ مولانا شمس الدین کی شہادت ○ ربوہ "علاقہ غیر" ○ مرزائی سلطنت کے خواب ○ پاک فوج میں قادیانی سازشیں ○ براڈ کاسٹنگ ان دی ربوہ ○ ربوہ "سازشوں کا مرکز" ○ اسمبلی میں چوہدری ظہور الٰہی کا خطاب ○ صدر پاکستان اور قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد ○ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد ○ "پاکستان قائم نہیں رہے گا" مرزا ناصر احمد کی دھمکی ○ سانحہ ربوہ 1974ء ○ قادیانی غنڈوں کا مسلمان طلبہ پر وحشیانہ ظلم و ستم ○ حنیف رامے کی بدترین مرزائیت نوازی ○ قادیانی عورتوں کی حقیقت ○ قادیانی جنت و دوزخ ○ مرزا ناصر کے اندرون خانہ رازدار اور باورچی کا قتل ○ کوثر نیازی ربوہ میں ○ لیبیا کا ایٹمی پلانٹ اور قادیانی ○ "شیزان" قادیانیوں کی فیکٹری ○ ملک قاسم مجید نظامی "آغا شورش کاشمیری کی عدالت میں" اہل شکن بیانات ○ مرزا ناصر احمد عدالت کے کٹہرے میں ○ خلیفہ ربوہ کی لاہوری گروپ سے لاتعلقی ○ سانحہ ربوہ کے سلسلہ میں جسٹس صمدانی ٹریبونل کی رپورٹ ○ اسمبلی کی کارروائی منظر عام پر

○ کمپیوٹر کتابت ○ عمدہ کاغذ ○ اعلیٰ طباعت ○ چار رنگا خوبصورت ٹائٹل ○ مضبوط جلد ○ صفحات 1224 ○ قیمت 200 روپے
○ جماعتی کارکنوں کے لیے قیمت صرف 120 روپے ○ قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے ○ وی پی ہرگز نہ ہوگی۔

ایک ایسی تاریخی دستاویز جس کا مدتوں انتظار تھا
پڑھئے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے آگے بڑھئے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون: 40978

INTERNATIONAL CONSPIRACY OF QADIANI DOMINATION IN PAKISTAN

Is Govt. of Pakistan a party to this plan?

An Analysis in introspection

* USA is exercising pressure on Pakistan to withdraw legal and constitutional measures relating to Qadianis.
* Mirza Tahir Ahmed, head of Qadianis, invited the Indian High Commissioner to a Qadiani congregation in London and, in his presence, engineered slogans of "Long Live Bharat."
* Doctor Abdus Salam, Qadiani Scientist, has announced to hold an International Science Convention in Pakistan to undermine Pakistan's peaceful Atomic Energy project.
* Despite the declaration made by Pakistan Govt., that it would include a column of religion in Identity Cards, it stopped enforcement of its decision.
* Four Qadianis have been inducted as Ambassadors in important countries including Japan.
* Under cover of the proposed annulment of the Eight Amendment to Pakistan Constitution, secular lobbies have sprung into action to do away with the Presidential Ordinance, called the Anti-Islamic Activities of Qadianis (Prohibitions and Punishments) Ordinance of 1984.
* Qadianis have spread a net of International telecasts through dish antennae to misguide simple Musalmans.

IN VIEW OF THE ABOVE FACTS WHAT IS YOUR RESPONSIBILITY?

Seriously think over and do your soul-searching but before arriving at a decision do measure up the blood-shot sacrifices of those inviolable men of honour who underwent toil and tribulations for a century to uphold the cause of final Prophethood for the benefit of Muslim Ummah.

BEWARE, May not shame and disgrace permeate through us on Doomsday Course before the haloed audience of Janab Khatmul Mursaleen Muhammad-ur-Rasool Allah (Sall Allaho alaihe wasallam). KMS.

GOD FORBID *GOD FORBID* *GOD FORBID*

FROM: Central Body Majlis-e-Amal, Tahaffuz-e-Khatme Nubuwwat, Pakistan, Huzoori Bagh Road, Multan: Phone: 40978.

K.M. SALIM
RAWALPINDI

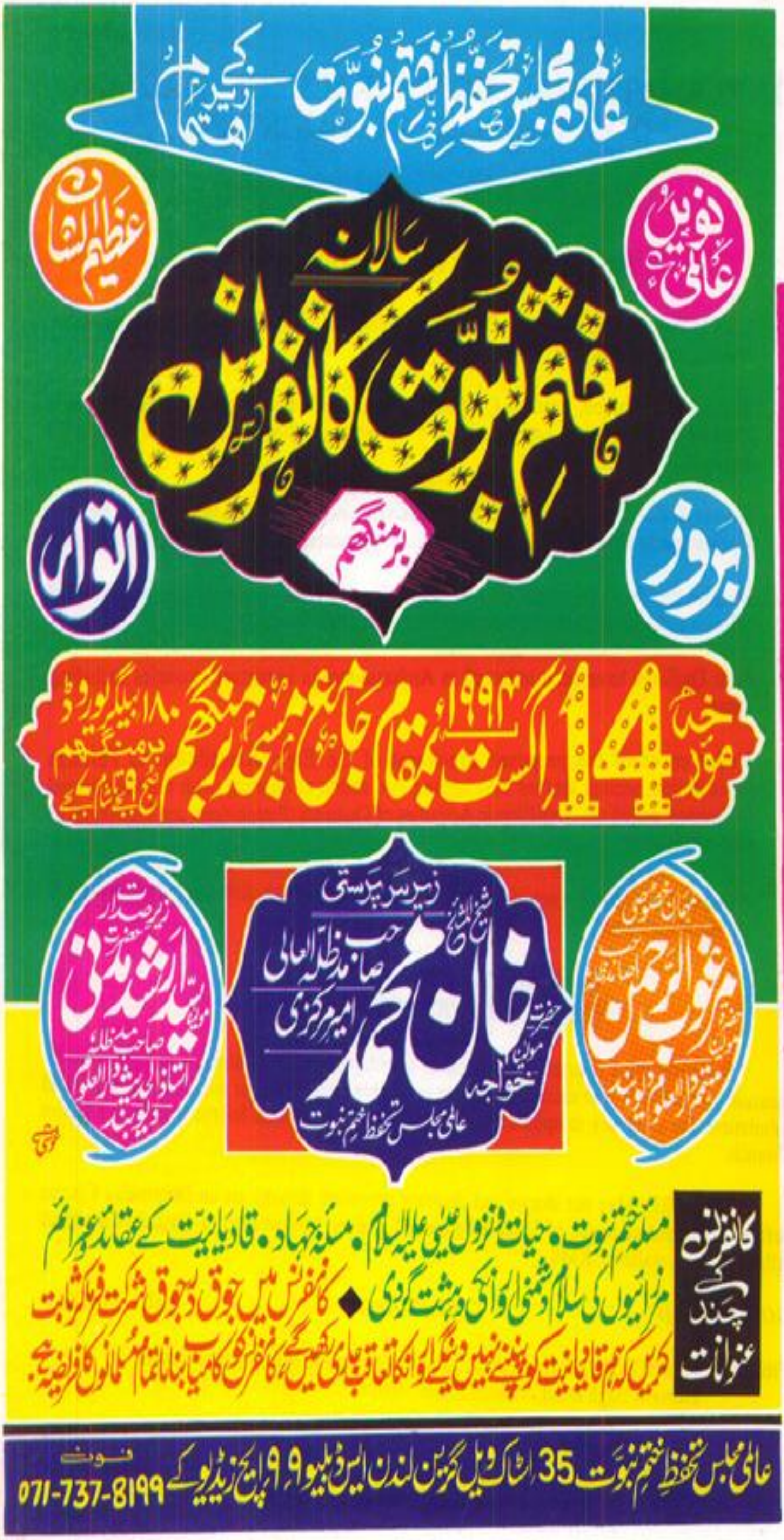

KHAT ME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

Registered No. M-160